اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی اور تاجدارِ اہلِ سُنّت
حضور مفتی اعظم کے خدّام کا تذکرۂ جمیل

راہِ رضا کے مُسافر

حاجی کفایت اللہ رضوی بریلوی
حاجی ناصر میاں رضوی بریلوی

از
ڈاکٹر مولانا محمد شہاب الدین رضوی

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

باہتمام اسلامک ریسرچ سینٹر، سوداگران، بریلی شریف

Scanned with OKEN Scanner

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم کے
خدام کا تذکرۂ جمیل

راہ رضا کے مسافر

حاجی کفایت اللہ رضوی بریلوی
حاجی ناصر میاں رضوی بریلوی

از

ڈاکٹر مولانا محمد شہاب الدین رضوی

ناشر

رضا اکیڈمی ممبئی

باہتمام: اسلامک ریسرچ سینٹر سوداگران بریلی شریف

Scanned with OKEN Scanner

سلسلۂ اشاعت نمبر

نام کتاب: راہ رضا کے مسافر

مصنف: ڈاکٹر مولانا محمد شہاب الدین رضوی بریلوی

تحریک: مولانا الحاج محمد سعید نوری بانی رضا اکیڈمی ممبئی

پروف ریڈنگ: مولانا محمد امین القادری بریلوی

کمپوزنگ: مولانا محمد شفیق الحق رضوی

سال اشاعت: رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۵ء

ملنے کے پتے:

کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل جامع مسجد دہلی

الحاج خلیل احمد رضوی عرف پپو بھائی میوہ فروش اودے پور (راجستھان)

مکتبہ رحمانیہ، خانقاہ عالیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

رضوی کتاب گھر، مٹیا محل جامع مسجد دہلی

مدینہ کتاب گھر آگرہ روڈ مالیگاؤں ضلع ناسک (مہاراشٹر)

رضوی کتاب گھر جامع مسجد باسنی ضلع ناگور (راجستھان)

محسن ملت یونانی میڈیکل کالج رائے پور (چھتیس گڑھ)

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سری نگر (جموں کشمیر)

قاری صابر علی رضوی، مکتبہ الحجاج ہرن پارک لکھنؤ (یوپی)

مولانا عثمان غنی باپو، دار العلوم انوار مصطفےٰ دھرول ضلع جام نگر (گجرات)

مولانا مشتاق احمد نوری، مکتبہ برکات رضا آزاد نگر اندور (ایم پی)

سید ارشاد، فیضان کتاب گھر ٹینری روڈ بینگلور (کرناٹک)

مولانا اعجاز احمد رضوی، مدرسہ مدینۃ العلوم اولاتو ضلع رانچی (جھارکھنڈ)

المسعودیہ دار التحقیق محلّہ نور الدین چک درگاہ شریف بہرائچ (یوپی)

Scanned with OKEN Scanner

حرف آغاز

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

شیخ الاسلام والمسلمین مجدد دین وملت اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی عبقری وہمہ گیر شخصیت پر مسلسل ایک صدی سے لکھا جارہا ہے اور اب تک جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ نامکمل اور ناکافی ہے۔ دنیا کا کونسا ایسا علم ہے یا ایسا موضوع ہے جس پر آپ نے قلم نہیں اٹھایا، جن موضوعات پر لکھنے لگے تو تحقیقات و تدقیقات کی بے نظیر مثالیں قائم کر دیں، آپ معقولات ومنقولات کے بھی امام تھے، دور جدید کے لیے اعلی علمی پیکر تھے ،قدیم وجدید فلسفیوں اور سائنس دانوں کی تحقیقات وتخلیقات کا ناقدانہ جائزہ لیکر علمی گرفتیں کیں، اور آئزک نیوٹن، آئین اسٹائن کی سائنس دانی کے دعوی کو کھوکھلا ثابت کردیا۔ موجودہ دور میں آپ کی معقولاتی تصانیف کو سمجھنے والے بھی نظر نہیں آتے ہیں، شاذونادر اگر کسی گوشۂ تنہائی میں ہوں تو ہوں۔

آپ کے ذہن کے شکنجہ میں قید تھے نصف صد علوم وفنون
علم وحکمت ہے آپ پہ نازاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے وصال ۱۹۲۱ء/۱۳۴۰ھ کے بعد عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تحریک کو آپ کے خلفاء، تلامذہ اور صاحبزادگان نے آگے پروان چڑھایا۔ آپ سے مستفیدین ومتوسلین اور مریدین کی بھی بڑی لمبی قطار وابستہ رہی ہے، مابعد ان اشخاص نے اسلام کی

آبیاری کے لیے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کی مثال پیش کر پانا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندانی حالات اور خاندانی امور کی انجام دہی کا انتظام وانصرام بھی خوب سے خوب تر بنایا تھا۔ آپ کے برادران استاد زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی (۱۹۰۸ء/۱۳۲۹ھ) مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی (۱۹۳۹ء) نے کاشتکاری اور دنیاداری سے آپ کو مکمل طور پر آزاد کر دیا تھا، خانگی معاملات سے بے نیاز تھے، سارے اخراجات اور ضرورتیں برادران اپنے وقت مقررہ پر مکمل کر دیا کرتے تھے، اشاعت کتب، علماء وطلبہ کی ضرورتوں وحاجت روائی کا خاص خیال رکھتے تھے، نظام الٰہی دیکھئے کہ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدام بھی عطا کیے، انہوں نے اپنی ساری جدوجہد اور زندگی کا اہم حصہ خدمت دین متین میں لگا دیا۔ بالکل سائبان کی طرح ہمہ وقت خدام آپ کی خدمت مبارکہ میں حاضر رہتے تھے، ان خدام نے شریعت اسلامیہ کی مکمل پاسداری کرتے ہوئے پوری زندگی گزار دی، یہ جو کچھ تھا وہ سب ایک قدرتی نظام کے تحت تھا کہ آپ کو صرف اور صرف خدمت دین واحیاء سنت اور اقامت دین کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تھا۔

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خدام کا یہاں تذکرہ مقصود ہے، راقم السطور کی یہ چند سطریں ان خدام کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ہیں جن کا نقش پا ہمارے لیے بہترین تقلید کا نمونہ ہے۔ آپ کے خدام میں جو سب سے زیادہ مشہور ہوئے وہ حاجی کفایت اللہ رضوی بریلوی ہیں، ان کے علاوہ حاجی مولانا نذیر احمد بریلوی، ذکاء اللہ خاں رضوی بریلوی اور خدا بخش رضوی بریلوی کے نام بھی شامل ہیں، ہر ایک خادم نے اپنی مصروفیات اور اپنی

گھریلو زندگی کے علاوہ پورا کا پورا وقت خدمت گزاری میں صرف کیا، بالکل ایسے ہی شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے، خدام کا بھی حال رہا ہے۔ حاجی محبوب رضوی بریلوی، بابو بھائی رضوی، کے علاوہ خاص طور پر جناب محترم ومکرم حاجی ناصر میاں رضوی بریلوی مدظلہ العالی قابل ذکر ہیں۔

زیر نظر کتاب ''راہ رضا کے مسافر'' کی تفصیلات کا مطالعہ کرنے سے قبل امام احمد رضا فاضل بریلوی کے بھتیجے وداماد مولانا حسنین رضا خاں بریلوی (۱۹۸۱ء/۱۴۰۱ھ) کے عینی مشاہداتی الفاظ ملاحظہ کریں، لکھتے ہیں۔

وہ درحقیقت اولیاء سابقین اور علماء سلف کے خدام کا صحیح نمونہ تھے، اس دور میں تو وہ اپنے طرز معاشرت میں اپنا نمونہ آپ ہی تھے، ان کے زمانہ میں علماء، اولیاء کرام کے آستانہ حیات پر بھی ایسے پرخلوص خدام نہ دیکھے گئے، وہ بڑے متقی وپرہیزگار تھے، دور مجاورت میں ہر وقت مزار شریف پر حاضر رہتے تھے، اعلیٰ حضرت قبلہ نے بعض نقوش کی انہیں اجازت دیدی تھی، وہ لوگوں کو لکھ لکھکر دیتے رہتے، یوں ان کی ذات سے بھی خدمت خلق کا سلسلہ تاحیات جاری رہا۔ اس قدر غیور تھے کہ انہیں کسی سے کچھ لیتے سنا بھی نہیں، اعلیٰ حضرت قبلہ کے صاحبزادگان اور ان کے بعض فدائی ممکن ہے کہ حاجی کفایت اللہ صاحب کی خفیہ امداد کرتے رہے ہوں۔

(سیرت اعلیٰ حضرت ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ مشرق بریلی ۱۹۸۳ء)

اس گلی کا گداہوں میں جس میں ماںگتے تاجدار پھرتے ہیں

حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے سبھی خدام کو راقم السطور نے دیکھا ہے۔سوائے محترم حاجی ناصر میاں نوری بریلوی کے سب کے سب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں، محلّہ ملوکپور نالہ نزد مسجد مفتی اعظم کے ساکن محمد ولی عرف کلڑ میاں رکشہ چلاتے تھے، وہ حضرت مفتی اعظم کو اکثر شہر میں منعقد ہونے والی محافل و دیگر تقریبات میں اپنی رکشہ سے لیجاتے تھے، کلڑ میاں کا اکثر معمول تھا کہ فجر کی اذان سے پہلے محلّہ سوداگران آجاتے، نماز کے لیے صدائیں بلند کرتے، آستانۂ عالیہ رضویہ کے دروازے کھولتے، اور دن بھر در رضا پر حاضر رہتے تھے، ان کے مخصوص جملوں میں یہ جملہ کبھی نہیں بھلا یا جا سکتا ہے جو بلند آواز سے اکثر کہا کرتے تھے" ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں اعلیٰ حضرت کا فیض جاری رہے، رحمت کی بارش ہوتی رہے دریا بہتا رہے، لوگ نہاتے رہیں وغیرہ وغیرہ" ہاں کچھ باتیں ضرور ناشائستہ تھیں، عیدگاہ سے متصل دفن ہوئے۔ان کو کسی عقیدت مند نے کچھ دیدیا تو وہ لے لیتے تھے مگر ناصر میاں رضوی کو میں نے کسی سے کچھ طلب کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔متانت وسنجیدگی، بزرگانہ شفقت، خوردنوازی، حوصلہ افزائی اور خاص طور پر آپ کے اندر پڑکپن جھلتا ہے۔اللہ تعالیٰ ناصر میاں کو تا دیر سلامت رکھے، آمین۔

شہر سے چھ کلومیٹر کے فاصلے سے واقع مِلَکْ نَوْ ڈِیا گاؤں جواب شہری علاقہ کا حصہ ہو گیا ہے کے ساکن بابو بھائی رضوی نے حضرت مفتی اعظم کی بے پناہ خدمت انجام دی، ہمہ وقت حاضر باش رہتے، اندرون خانہ کے

سامان وغیرہ بازار سے لاتے، حضرت کے بعد وصال آستانہ شریف پر حاضر رہتے اور جاروب کشی میں مصروف رہتے، کبھی کسی سے کچھ طلب نہیں کرتے تھے، نماز پنجگانہ کے پابند تھے، اوراد و وظائف آپ کے معمولات میں تھے۔ ان کو دیکھنے سے سلف وخلف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، اسی گاؤں کی ساکن محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ معروف بہ کنیز بوا نے اپنی پوری زندگی حضرت اور حضرت کی اہلیہ محترمہ چھوبی صاحبہ علیہا الرحمہ کی خدمت میں گزاردی، حضرت چھوبی صاحبہ کے انتقال ہونے پر وہ حضرت تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم عارف باللہ علامہ مفتی حافظ وقاری محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کے دولت خانہ میں آگئیں تھیں، زندگی کے آخری لمحہ تک یہیں رہ کر حضرت تاج الشریعہ کے یہاں آنے والے مہمانوں اور اندرون خانہ مہمانوں کی خدمت میں صرف کیئے۔ صوم وصلوۃ، اوراد و وظائف کی پابند تھیں، طلبہ پر بڑی مہربان رہتی تھیں، اللہ تعالیٰ ان سبھی خدام پر رحمت و نور کی برکھا برسائے اور اپنے غفران رحمت میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین

بھیک ان کے کرم کی جسے مل گئی، کلفتیں دور ہو کر خوشی مل گئی
جن کے در سے نہ لوٹا ہے خالی کوئی، وہ سخی جلوہ آرا بریلی میں ہے
زندگی منزل زندگی پا گئی، دولت دین و دنیا بھی مل جائے گی
مفتی اعظم ہند کے در پہ اب، ہم نے دامن پسارا بریلی میں ہے

جناب محمد عابد حسین نوری ساکن محلہ اونچا فرید پور ضلع بریلی شریف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے بطور خادم سات سال ساتھ رہے اور اس دوران ملک کے دور دراز تبلیغی اسفار میں بخوبی خدمت انجام دیتے رہے، چند روز قبل آپ کے جوان بیٹے کا اتراکھنڈ میں ایک سڑک حادثہ

میں انتقال ہو گیا ہے ،اللہ تعالیٰ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

خدام رضا وخدام مصطفےٰ کے تذکرہ میں اگر کسی کا تذکرہ نہیں آسکا ہے تو راقم السطور کو باخبر کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں شامل کیا جاسکے تاہم کوشش یہ کی گئی ہے کہ مرحومین وموجودین خدام کے احوال وکوائف شامل اشاعت کئے گئے ہیں، متعلقین کے رشتہ داروں واہل علم دانش سے رابطہ قائم کر کے معلومات جمع کی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور میرے لیے ذریعہ آخرت بنائے ،آمین۔بجاہ سید نبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

سگ در آستانہ عالیہ رضویہ
احقر محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ
ڈائریکٹر: اسلامک ریسرچ سینٹر سوداگران بریلی شریف
قومی جنرل سکریٹری: آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ
بانی وصدر: اعلیٰ حضرت ڈگری کالج دیورنیا ضلع بریلی شریف
سرپرست: مدرسہ غوثیہ رضاء العلوم شیدا پور پوسٹ قیصر گنج ضلع بہرائچ شریف
(۴ر مئی ۲۰۱۵ء/۱۴ر رجب المرجب ۱۴۳۶ھ)

email:mrazvi.razvi@gmal.com
09837549282,08533059674

انتساب

استاد گرامی محقق عصر ماہر نوریات حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ حافظ وقاری **سید شاہد علی حسنی رضوی** محدث رامپوری اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ تاج الشریعہ معمار ملت مولانا **محمد عسجد رضا خاں قادری** بریلوی کے نام۔

طالب دعا:

احقر محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ

فرمان عالی شان

(۱)۔۔۔انہوں (مولانا نذیر احمد) نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلا طمع، بلا معاوضہ، محض اللہ و رسول کے لیے آرام دیئے، اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے۔ آمین

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ)

(۲)۔۔۔۔فقیہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے خدام بھی مسائل جانتے ہیں۔

(پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف بہاری

صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۳)۔۔۔کسی وقت ناراض ہو کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ یہ حاجی صاحب مرنے کے بعد بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ قول سچ ثابت ہوا۔

(بروایت مفتی حبیب رضا خاں بن مولانا حسنین رضا خاں بریلوی)

(۴)۔۔۔میں نابالغ ہوں، میرے دیئے ہوئے پانی سے آپ کا وضو نہ ہوگا

(حافظ احمد بخش بن خدا بخش خادم آب کشی ملوکپور بریلی)

Scanned with OKEN Scanner

خدام رضا کا تفقہ فی الدین

از: استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی قدس سرہما

(متوفی ۵ رصفر المظفر ۱۴۰۷ھ/۱۴ر دسمبر ۱۹۸۱ء بروز یکشنبہ)

ہمارے ہوش سے خدا بخش مرحوم ہمارے خاندان اور بعض دیگر اہل محلّہ میں پانی بھرتے تھے، اور ان کا سب سے بڑا مگر نابالغ لڑکا محمد بخش اعلیٰ حضرت کے یہاں اپنے چھوٹے ڈول مشک سے پانی بھرتا تھا، اس کے بالغ ہونے پر اس کا چھوٹا بھائی حافظ احمد بخش اس خدمت پر مامور ہوا، ان دونوں کی ماں کا پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔ اور خدا بخش مرحوم نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا تھا، اس عورت سے بھی رب العزت نے ڈھائی ڈھائی، تین تین برس کے فرق سے لڑکے ہی دیئے۔ یہ سلسلہ بھی کئی برس تک جاری رہا، اور یہ انتظام خدا بخش مرحوم نے اس لیے کیا تھا کہ بی بی صاحبہ (اہلیہ محترمہ اعلیٰ حضرت) اور صاحبزادیوں کو پانی کے سلسلہ میں بار بار پردے کی تکلیف نہ کرنا پڑے۔

ایک بچہ کی "آب کشی" کے دور میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا، دار العلوم منظر اسلام کے جلسے ہو رہے تھے، علماء کرام باہر سے تشریف لائے ہوئے تھے، ظہر کا وقت تھا، ان علماء کرام میں شاید یہ چار صاحب ضرور تھے۔

(۱) مولانا یعقوب علی خاں بلاسپوری

(۲)　حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری ناظم دینیات مسلم علی گڑھ یونیورسٹی

(۳)　حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی

(۴)　مولانا محمد سید دیدار علی صاحب الوری۔

ایک بچہ سقا پانی بھر رہا تھا، جب اس نے ڈول اوپر کھینچ لیا تو کسی ایک صاحب نے پانی لینے کے لیے لوٹا بڑھا دیا، لڑکے نے ان کی طرف بغور دیکھا اور ڈول اپنی مشک میں لوٹ کر کہا کہ "میں نابالغ ہوں، میرے دیئے ہوئے پانی سے آپ کا وضو نہ ہوگا" مسئلہ اپنی جگہ بالکل صحیح تھا، اب اس سے جرح کا سوال ہوا کہ تم کہاں کہاں پانی بھرتے ہو، اس نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت کے یہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کا وضو کیسے ہو جاتا ہے، اس پر بچہ خاموش ہو گیا۔ حاجی کفایت اللہ صاحب مرحوم اس جگہ آ گئے تھے اور یہ گفتگو بغور سن رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ "پانی کا معاہدہ تو اس کے باپ سے ہے، وہ خود بھرے یا اپنے بچوں سے بھروا دے، خواہ وہ بچہ نابالغ ہو، وضو صحیح ہو جائے گا"۔ اس پر مولانا سید سلیمان اشرف نے فرمایا کہ "فقیہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے خدام بھی مسائل فقہ جانتے ہیں"۔

ان کے گھر کی ملازم عورتیں اور باہر کے ملازم مرد اگر کام کاج کے قابل نہ رہے تو خود گئے یا یہاں مرض الموت میں مبتلا ہوئے، اور گھر والے لے گئے تو ان کی وفات پر تنخواہ روز رحلت تک کی ادا کی گئی، اور جو کچھ امداد ہو سکی وہ کی گئی۔ میرے سامنے چند ایسے حادثے ہوئے ہیں، کسی کا نکالا جانا مجھے یاد نہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

آدمی کی بھلائی برائی کی صحیح جانچ اس کے نجی حالات ہی سے ہوسکتی ہے، منظر عام پر تو ہر شخص بن سنور کر آتا ہے یا لایا جاتا ہے۔ میں نے اس دور کے بعض لوگوں کی سوانح عمریاں دیکھی ہیں، ان کے مصنفین نے اپنے ممدوح کو بڑی بلند سطح پر دکھایا ہے، بعض نے تو سطح بشری سے بھی اونچا کر دیا ہے۔ مگر ان کے نجی حالات کو ٹٹولا تو کچھ نہ کچھ گدلا ہی نکلا، درحقیقت اس عظیم شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے نجی حالات کے لیے بھی ایک دفتر درکار تھا۔

(سیرت اعلیٰ حضرت ص ۸۸،۸۹،۹۰ مطبوعہ مکتبہ مشرق بریلی ۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ)

خدام رضا

حاجی کفایت اللہ رضوی
مولانا نذیر احمد رضوی
جناب ذکاء اللہ خاں رضوی
جناب خدا بخش رضوی
حافظ علی بخش رضوی

Scanned with OKEN Scanner

حاجی کفایت اللہ رضوی بریلوی

اعلیٰ حضرت کے خادم خاص

ولادت و تعلیم:

حاجی کفایت اللہ قادری رضوی انصاری بن عنایت اللہ انصاری محلّہ بہاری پور متصل مسجد بی بی جی بریلی کے رہنے والے تھے، گھریلو حالات ناگفتہ بہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکے، مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی صحبت کیمیا اثر نے وہ مسائل شرعیہ کا ادراک عطا فرما دیا تھا کہ کندن بن گئے اور کسی بھی حیثیت سے کسی عالم و فاضل اور مفتی سے کم نہ تھے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خادم خاص تھے، تا حیات سفر و حضر میں ساتھ رہتے، حاجی کفایت اللہ بریلوی کا کام رنگ سازی کا تھا، اسمیں بورڈ وغیرہ بنانے اور رنگ بھرنے میں آپ کا شہر میں کوئی ثانی نہ تھا۔ جوانی کے عالم میں ارادت بیعت اختیار کی اس وقت تک شادی نہیں ہوئی تھی۔ پھر مرید ہونے کے بعد شادی کا ارادہ ترک کر کے مرشد گرامی کی خدمت میں لگ گئے اور یہ فیصلہ کیا کہ اگر شادی کرلونگا تو گھر کی مصروفیت بڑھ جائیگی اور کامل طور پر خدمت نہیں کر پاونگا اس لئے مجرد زندگی گزاری۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خدام میں حاجی صاحب کے علاوہ حاجی نذیر احمد اور ذکاء اللہ خاں کا بھی نام آتا ہے، جو جز وقتی خدمت کیا کرتے تھے۔

نمونۂ سلف صالحین:

حاجی کفایت اللہ بریلوی متقی و پرہیز گار تھے، اور بزرگان دین وسلف صالحین کا اعلیٰ نمونہ تھے، امام احمد رضا فاضل بریلوی نے نقوش وتعویذات اورا وراد و وظائف کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری نے اپنی کتاب ''اذکار حبیب رضا'' میں لکھا ہے کہ مرشد گرامی نے خلافت واجازت بھی عطا فرمائی تھی۔

(اذکار حبیب رضا از شاہ محمد عارف اللہ قادری، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۷۶ء)

مگر فاضل بریلوی کی دوسرے سوانح نگار اس بات پر خاموش نظر آتے ہیں، قدیم وجدید پر راقم السطور کی گہری نظر ہے تاہم کوئی بھی حوالہ مولانا شاہ عارف اللہ قادری کے موقف کی تائید نہیں کرتا ہے۔ مجھے یہ روایت درست معلوم نہیں ہوتی ہے۔ خاندان رضویہ کی بزرگ شخصیات مذکورہ روایت کی تائید نہیں کرتی ہیں اور نہ ہی خلفاء کی فہرست میں آپ کا نام ملتا ہے غالباً تقرب خاص کی وجہ سے یہ لکھدیا گیا ہوگا۔

حلیہ شریف:

حاجی کفایت اللہ رضوی کو علم دین کی برکت، خدمات کا صلہ، مرشد ارادت، اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے فیوض و برکات کی نظر انتخاب کا بہترین ثمرہ یہ ملا کہ وہ مرقد مرشد میں قدم مرشد سے لپٹے ہوئے استراحت فرمارہے ہیں، اور اپنی آنکھوں کو مرشد گرامی کے نرم و نازک تلوؤں سے مشرف کر کے طمانیت قلب حاصل کر رہے ہیں۔

آپ کی زیارت کرنے والے اب معدود چند ہیں، ثقہ راویوں نے آپ کے حلیہ کا نقشہ اس طرح بیان کیا ہے۔ چہرہ نہایت نورانی و پر رونق تھا، گھنی داڑھی، دو پلی ٹوپی اور کبھی کبھی عمامہ شریف استعمال کرتے تھے، کرتا

اور تہبند اکثر پہنتے، جمعہ وعیدین اور کہیں دعوت میں جاتے تو پاجامہ پہنتے، رنگ گندومی اور قد میانہ تھا، آخر عمر میں قمر خم ہوگئی تھی مگر سید ھے چلتے تھے، چال ڈھال سے بزرگانہ شان جھلکتی تھی۔

(بروایت مولانا بہاء المصطفیٰ امجدی صدر مدرس جامعۃ الرضا بریلی زیارت حاجی صاحب ۱۹۵۵ء ورئیس میاں نوری محلّہ سوداگران بریلی شریف)

سیرت وکردار:

حاجی صاحب کی سیرت وکردار اور وضع داری پر مولانا حسنین رضا بریلوی کی یہ عبارت سند کا درجہ رکھتی ہے، تحریر فرماتے ہیں۔

صرف حاجی کفایت اللہ صاحب کی خدمات تاحیات مسلسل جاری رہیں۔اس تاحیات سے مراد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا حیات ظاہری نہیں بلکہ حاجی کفایت اللہ صاحب کی زندگی مراد ہے۔اس واسطے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی وفات کے بعد بھی انہیں کے قدموں میں رہے اور وہیں دم دیا اور اب بھی وہ اعلیٰ حضرت کے پاس جانب ایک حجرے میں دفن ہیں۔ وہ درحقیقت اولیاء سابقین اور علماء سلف کے خدام کا صحیح نمونہ تھے، اس دور میں تو وہ اپنے طرز معاشرت میں اپنا نمونہ آپ ہی تھے، ان کے زمانہ میں علماء واولیاء کرام کے آستانہ حیات پر بھی ایسے پرخلوص خدام نہ دیکھے گئے۔وہ بڑے متقی وپرہیزگار تھے، دورمجاورت میں ہروقت مزار شریف پر حاضر رہتے تھے، اعلیٰ حضرت قبلہ نے بعض نقوش کی انہیں اجازت دیدی تھی، وہ لوگوں کو لکھ لکھ کر دیتے رہتے۔ یوں ان کی ذات سے بھی خدمت خلق کا سلسلہ تاحیات جاری رہا۔

سوداگران سے ہٹنا پھر واپسی:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے بعد انتقال حاجی کفایت اللہ نے محلّہ سوداگران چھوڑ دیا تھا، اور اپنے مکان پر رہا کرتے تھے، مزار اقدس پر مجاوری کی خدمت کے لئے مرزا اطہر بیگ کو مامور کر دیا گیا تھا، مگران کی حرکات وسکنات اور غیر ذمہ دارانہ رویہ سے علماء و مشائخ اور مریدین ناراض ہوئے، اسی وجہ سے مرزا اطہر بیگ کو ہٹنا پڑا۔ استاد زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے فرزند اصغر اور امام احمد رضا بریلوی کے چھوٹے بھتیجے مولانا حکیم حسین رضا خاں بریلوی کی جدو جہد اور کوشش سے حاجی کفایت اللہ بریلوی اپنی شرطوں کے ساتھ دوبارہ آستانہ عالیہ رضویہ پر مجاور مقرر ہوئے۔ یہ تقرری حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے بحثیت سجادہ نشین کے کی تھی۔

مولانا حکیم حسین رضا خاں بریلوی ایک خط میں لکھتے ہیں:

اللہ عز و جل کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مدت مدید کے بعد دلی آرزو برآئی، اور وہ بھی میری ہی سعی سے یعنی حاجی کفایت اللہ صاحب خادم مزار اقدس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے، اب میں یہ بھی کہونگا کہ حق بحقدار رسید۔ حضرت موصوف کی حیات ظاہری میں حاجی صاحب تخمینا ۲۰ سال سفر و حضر میں خدمت کرتے رہے، اللہ عز و جل سے قوی امید ہے کہ حاجی صاحب اب بھی حضرت موصوف کی رضا جوئی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔

فقط:

حکیم محمد حسین رضا قادری عفی عنہ

۱۶/ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء

(براہین تقرر یعنی سند نامہ خادم اعلیٰ حضرت، قلمی محررہ ۲۴، ربیع الآخر ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء مملوکہ راقم السطور)

تاثرات

حضرت ملک العلماء:

ذیل میں ہم ان تحریری تاثرات کے اقتباسات نقل کرنا چاہیں گے جو حاجی کفایت اللہ رضوی نے اپنی تائید وحمایت میں متحدہ ہندوستان کے علمائے کرام و مشائخ عظام سے حاصل کیئے تھے،ان مقدس تحریرات و تاثرات سے حاجی صاحب کی اہمیت وافادیت میں اوراضافہ ہوگا۔ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری حاجی صاحب کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

"حاجی کفایت اللہ صاحب ساکن محلّہ بہاری پور خادم خاص اعلیٰ حضرت جو حضرت کے بہت ہی جاں نثار خادم اور سفر و حضر میں بھی اعلیٰ حضرت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے ،اوراب بعد وصال بھی مزار شریف پر برابر حاضر باش محض محبت شیخ میں ان کی دلی تمنا ہے کہ بعد موت بھی اعلیٰ حضرت کے قدموں میں رہوں۔اور اسی لئے صاحبزادہ گان والا شان دوسرے مخلص ومحسن وخلفاء ومریدین اعلی حضرت سے اس قسم کی تحریرات حاصل کی ہیں۔(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین رضوی،ص ۶۸ حصہ اول مطبوعہ کراچی و بریلی)

شہزادگان رضا کو خط:

حضرت حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم کی خدمت میں ایک تحریری گزارش نامہ لکھا تھا،جس میں تمام باتوں کا اعادہ کیا گیا ہے،حاجی

کفایت اللہ بریلوی کا خط ہدیہ ناظرین ہے:

حضور والا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش یہ ہے کہ بھائی رضا حسین ولیاقت علی خاں نے فرمایا، اور میں خود بھی جانتا ہوں کہ جو کچھ مزار شریف پر بیجا حرکات ہو رہی ہیں ان حرکات کو دیکھ کر ہر مسلمان کا دل دکھتا ہے۔ان سب صاحبوں نے میرے لئے مزار پرانوار کی جاروب کشی کے لئے فرمایا ہے، اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر تم اس فعل کو قبول نہ کروگے تو مزار اقدس پر یونہی ظلم ہوتے رہیں گے۔خیر میں نے اس رائے کو اپنے مکان پر ذکر کیا، میرے بھتیجے کرامت حسین وغیرہ نے یہ کہا کہ صورت تو بہت اچھی ہے کہ جو مظالم مزار پرانوار پر ہو رہے ہیں وہ جاتے رہیں گے، اور جاروب کشی کے فیض سے تم بھی مستفیض ہوتے رہو گے اور اس کے بعد آبدیدہ ہو کر یہ کہنے لگے کہ (اپنے والد کی طرف اشارہ کر کے) وہ تو ادھر تشریف لیگئے (دار بقا) اور تم ادھر چلے، اب ہمارے سروں پر کوئی بڑا نہیں رہا۔اب ہمارے تمام اعزا واقربا یہ مشہور کرینگے کہ حاجی صاحب جب برسرِ روزگار تھے، اور تندرست تھے، تب ان کو بھتیجے اچھی طرح رکھتے تھے اور خدمت کرتے تھے، اور اب ان کو مزار شریف پر ڈالدیا ہے اور پرواہ نہیں۔ یہ بات ہمارے واسطے باعث بدنامی ہے۔یہ بات میں نے حضرت چھوٹے میاں صاحب (حضور مفتی اعظم) کی خدمت میں پیش کی کہ میرے بچے یہ کہتے ہیں۔انہوں نے یہ فرمایا کہ ایسا کرو کہ مزار شریف کو بھی نہ چھوڑو اور گھر کو بھی نہ چھوڑو، اگر کوئی کام ضروری ہوا کرے تو گھر پر ہو آیا کرو اور رات کو دس گیارہ بجے کے بعد مزار شریف میں قفل ڈالکر

چلے جایا کرو، اس میں خانقاہ کا کوئی حرج نہیں اور اعتراض کرنے والوں سے بھائی کرامت حسین یہ کہہ سکتے ہیں کہ حاجی صاحب گھر رہتے ہیں، اور مزار شریف پر بھی، مگر کھانا اپنے گھر کھاتے ہیں اور آپ لوگوں کا اعتراض بالکل بیکار ہے۔

اب اس کے ساتھ مجھے بھی یہ عرض کرنا ہے کہ میں مزار شریف کی خدمت کے لئے حاضر ہوا ہوں تو کسی دوسرے کا کوئی کام نہیں کرونگا۔ اگر کوئی صاحب کسی کام کو کہیں تو مجھے انکار کرنا پڑے گا۔ غرض کہ میں وہ کام نہیں کرنا چاہتا کہ مزار شریف سے تھوڑی دیر بھی علیحدہ رہوں۔ کھانا کھانے کے لئے مکان پر جانا، یا دیگر ضرویات کے لئے اس میں مجبوری ہے جانا ہی پڑیگا۔ نیز میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی صاحب میرے کھانے کا انتظام کریں یا دنیاوی امداد کریں۔

اب میں مزار اقدس کے خلاف اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی روح کو تکلیف پہنچانے والی جو باتیں ہونگی انہیں میں روکونگا، جیسے کہ عورتیں مزار شریف پر جا کر اپنی آنکھیں ملتی ہیں وغیرہ وغیرہ، اور معانقہ کے طور پر اپنے سینے ملتی ہیں، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عورتوں کے مزارات پر جانے کے بارے میں کیا حکم شرعی ارشاد فرمایا ہے، اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جنہیں روکا جائے گا۔ علاوہ اس کے یہ بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ مرزا جی کے علیٰحدہ کرنے کے بعد اور میری تقرری کے بعد مرزا جی نے بہت ہاتھ پاؤں جوڑے اور سفارش لائے، اور اس وقت مجھ سے یہ کہا جائے کہ حاجی صاحب مرزا جی اپنی جگہ پر آ گئے اب تم چلے جاؤ، تو یہ مجھ سے نہ ہوگا، اور میرا جانا باعث بدنامی اور خود مجھے ناگوار اور سخت ناگوار ہوگا، اور میرے

بچوں کی نظر میں جو بھی وقعت اور آبرو ہے پھر نہ رہیگی، زیادہ کیا لکھوں۔
خاکسار سگ خانقاہ عالیہ رضویہ محلّہ سوداگران بریلی
فقیر حاجی کفایت اللہ رضوی غفرلہ
(مورخہ ۱۰/ربیع الآخر ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء)

حاجی کفایت اللہ رضوی بریلوی کی مذکورہ گزارشات کو شہزادگان اعلیٰ حضرت نے منظوری دیدی، اور حاجی صاحب مستقل طور پر مزار اقدس کی خدمت کے لئے مامور ہو گئے، اس انتظامی تبدیلی کی خبر اہل علم و دانش اور مریدین کو ہوئی تو بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ جن علماء و مشائخ نے خوشی کے اظہار کے ساتھ تائیدات کی ہیں، ان میں حضرت مولانا سید مہدی حسن میاں مارہروی، تاج العلماء مولانا سید اولاد رسول مارہروی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری، حافظ سید عبد العزیز سہسوانی، شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی فیصل آبادی، حاجی مولانا عبد الرحمٰن رضوی جے پوری، مولانا امجد رضا خاں بریلوی، استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بریلوی، مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا (عرف جیلانی میاں) بریلوی، مولانا ادریس رضا خاں بریلوی، استاذ العلماء مولانا رحم الٰہی منگلوری، مولانا سید ایوب علی بریلوی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی، محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، قاضی احسان الحق نعیمی بہرائچی اور مفتی تقدس علی خاں بریلوی وغیرہ کے نام خاص طور پر ہیں۔ مذکورہ سبھی حضرات کی تحریر قلمی شکل میں راقم السطور کے پاس محفوظ ہے۔ ذیل میں نمونہ کے طور پر چند حضرات کی

تحریر کے اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں۔

تحریر حضرت مولانا سید مہدی حسن میاں برکاتی سجادہ نشین مارہرہ شریف

یہ فقیر بے توقیر، ذلیل وخوار، وارث مسند غوثیہ وخادم سجادۂ قادریہ مارہرہ مقدسہ بغرض فاتحہ خوانی مزار پر انوار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، چشم چراغ برکاتیہ روح رواں حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب، خلیفہ خاص مقبول بارگاہ خدا مقرب دربار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش طالعی سے حاضر ہوا۔ تو حاجی کفایت اللہ شاہ رضوی قادری خادم خاص اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بزمرۂ خدامی موجود پایا۔ یہ ایک زندہ کرامت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کہ جو پاک روح نے اپنے شیدائی خادمِ جنکی پاک ہستی شریعت و طریقت و مذہب حق سنیت و قادریت سے آراستہ و مکمل ہے، ان کو اپنی خدمت مزار کے لئے اپنی رحمت کی کشش سے کھینچ لیا، خدائے عزوجل حاجی صاحب کی ذات نیک صفات کو ابدالاباد تک اس خدمت پاک سے بافیض رکھے، اور روضۂ شریف دربار رضویت کو برکات صفات عطا فرمائے۔ اور حاجی صاحب نمونہ رحمت حق ثابت ہوں، اور خدا مان صاحب مزار رحمۃ اللہ علیہ پچھلی دور تاریک کی کوفتوں جو سابق کے نااہل خادم کے ذریعہ سے پیدا تھیں فراموش کردیں، بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حررہ فقیر مہدی حسن قادری احمدی آل رسولی

وارث مسند قادریہ مارہرہ مقدسہ بقلم خود

(۹ر ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء)

تحریر حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی:

حاجی صاحب زید عنایۃ ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کہ مرزا کی نجاست سے خانقاہ پاک ہوئی، اس کے دفع ہونے اور آپ کے تشریف لانے سے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کی روح پر فتوح کو خوشی وشادمانی حاصل ہوئی، آپ کا فرض ہے کہ آپ مزار شریف پر ہر ناجائز امر کو روکیں مگر ادفع بالتی ھی احسن پر عمل کریں، جہاں سختی کی ضرورت ہو اور بے اس کے کام نہ چلتا ہو تو ایسا ہی کریں، آپ سوا خدمت مزار کے کوئی کام کرنے کے لئے مجبور نہیں کئے جاسکتے، مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ شب وروز مزار شریف پر حاضر رہتے ہیں، اس سے اور بھی خوشی ہوئی، مرزا اکثر شب کو دفع ہو جایا کرتا تھا، یہی نہیں کہ ۱۲ بجے کے بعد چلا جاتا تھا شام ہی سے غائب ہو جاتا تھا، دن کو بھی چلا جاتا تھا، شہر سے باہر بھی کئی دن رہا کرتا تھا، آپ اطمینان سے رہیں ۔ میں آپ سے کبھی یہ نہ کہونگا کہ مرزا آگیا، اب آپ جائیے یا مرزا کو بھی اپنے ساتھ رکھیں، مجھے توقع نہیں کہ اور صاحبانوں سے بھی کوئی صاحب آپ سے ایسا کہیں، اگر مرزا کے لئے کوئی آپ سے ایسا کہیگا تو میں اس کی مخالفت جتنی قوت کے ساتھ کرسکتا ہوں کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

فقط:

فقیر مصطفےٰ رضا قادری نوری عفی عنہ

(۱۵/ربیع آلاخر ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء)

صدر الشریعہ مولانا مفتی امجد علی رضوی اعظمی:

اس وقت میرے پیش نظر ایک محضر نامہ ہے جس میں بہت سے حضرات کی رائیں اس کے متعلق حاصل کی گئی ہیں کہ مزار پر انوار اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی خدمت کے لئے حاجی کفایت اللہ صاحب بہت مناسب اور بہتر ہیں، اور مجھ سے بھی اس باب میں رائے طلب کی گئی، میرا جہاں تک خیال ہے کہ اولاً اس امر کا اختیار حضرات صاحبزادگان کو حاصل ہے وہ جسے چاہیں اس خدمت پر مامور کریں، اور جب ان حضرات نے حاجی کفایت اللہ صاحب کو اس کام پر مقرر کر دیا اور صرف مقرر ہی نہیں بلکہ ان کو اس کام کا اہل بھی سمجھا، جیسا کہ واقعی وہ اہل ہیں تو یہ مسئلہ ختم ہو چکا۔ اب اس میں رائے زنی کی گنجائش ہی نہیں۔

ثانیاً حاجی کفایت اللہ صاحب کی خصوصیت اور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ان کی ایک زمانہ دراز تک حاضری اور سفر وحضر میں دل وجان سے خدمت یہ دو باتیں وہاں ہیں کہ تمام متوسلین اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز ان سے واقف ہیں، میرے نزدیک نہ صرف مرزا صاحب جن کے مقابل میں رائے لیجاتی ہے بلکہ ہر اس شخص سے جسے یہ خدمت سپرد کی جائے حاجی صاحب افضل و بہتر ہیں، ان کا تقویٰ اور پرہیز گاری بھی پیش نظر ہے، یہ صحیح معنی میں صاحب مزار قدس سرہ العزیز کے فدائی اور شیدائی بھی ہیں، مزار پاک کا احترام بھی کرینگے، زائرین کو ان کی وجہ سے شکایت کا موقع بھی نہ ملے گا، جہاں تک مجھے علم ہے حاجی صاحب کا اس خدمت کو انجام دینا نہ صرف میرے ہی لئے مسرت کا باعث ہوگا بلکہ تمام متوسلین آستانہ کے خوشی کا سبب ہوگا، یونہی بفرض غلط حاجی صاحب کی علیحدگی سب

کے لئے موجب قلق ہوگی۔

فقط:

فقیر امجد علی اعظمی عفی عنہ

(۸/محرم ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)

برہان ملت مولانا مفتی برہان الحق رضوی جبل پوری:

یہ فقیر بےتوقیر حضور پرنور سیدنا ومرشدنا اعلیٰ حضرت قبلہ قدس باسرارہ ونفضا برکاتہ کے زیارت اقدس آستانہ بوسی کے لئے درگاہ مقدس حاضر ہوا۔ قبۂ عالیہ پر قابل صد احترام حاجی کفایت اللہ صاحب کفاہ اللہ تعالیٰ کو مقرب خدمت درگاہ اقدس پایا، بے انتہا مسرت ہوئی کہ جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی حضور اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ظاہری کے لئے وقف کردی تھی، آج وہ حیات باطنی میں بھی اسی طرح خدمت گزار رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبلپور میں فرمایا تھا "کفایت اللہ جنت میں بھی میرے ساتھ ہونگے" برکت والے ہیں وہ جن کے لئے یہ بشارتیں ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ حاجی صاحب کو اس خدمت پر تا زیست قائم رکھے۔ آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین.

فقیر آستانہ برہان رضوی جبلپوری غفرلہ

(مورخہ ۲۱/ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)

آستانہ رضوی کمیٹی کی تائید:

حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ نے آستانہ عالیہ رضویہ کی ایک

انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی تھی، جس کے ذمہ عرس رضوی، آستانہ شریف، مسجد رضا ماہنامہ یادگار رضا اور مدرسہ منظر اسلام کا انتظام وانصرام تھا، اس انتظامیہ کمیٹی میں مولانا سید ایوب علی رضوی، لطیف علی بیگ، سید قناعت علی رضوی، شفیع الدین رضوی، سید ضمیر الحسن رضوی جیلانی، سید مشتاق علی رضوی سب انسپکٹر، حاجی عظیم الدین رضوی، محمد رضا خاں حامدی، سید اسحاق علی حامدی وغیرہ شامل تھے۔ یہ شہر کے وہ حضرات ہیں جو امام احمد رضا فاضل بریلوی کے محبوب مریدین و مخلصین میں سے تھے۔ اس انتظامیہ کمیٹی نے بھی حاجی کفایت اللہ رضوی بریلوی کی تائید وتصدیق کی تھی۔ آخری عمر میں حضرت حجۃ الاسلام سے حاجی صاحب نے عرض کیا کہ زندگی بھر مرشد کی خدمت کی ہے، اگر میں آستانہ رضویہ میں دفن کر دیا جاؤں تو قرب مرشد نصیب ہو جائے گا، حضرت حجۃ اسلام نے منظوری عطا فرما دی۔ بالآخر آپ آستانہ عالیہ رضویہ میں مولانا حسنین رضا بریلوی کے بائیں جانب، چھوٹے دروازہ سے قریب دفن کئے گئے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کا وہ قول صادق آیا، اور اس سے کرامت کا ظہور بھی ہو گیا کہ کبھی کبھی غصہ میں اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ حاجی کبھی بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔"

(بروایت مولانا حبیب رضا قادری بن مولانا حسنین رضا بریلوی محلّہ کانکرٹولہ پرانا شہر بریلی)

بے لوث خدمت:

حاجی صاحب مرشد کی خدمت کے عوض میں کچھ نہ لیتے تھے، ان کی خدمات بے لوث اور مخلصانہ تھیں، اس کی تصدیق مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی میاں بریلوی نے بھی کی ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

(براہین تقریعنی سند نامہ قلمی، محررہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء مملوکہ راقم السطور)

اس بات کو مولانا حسنین رضا قادری بریلوی کی اس عبارت سے تائید حاصل ہوتی ہے کہ:

اس قدر غیور تھے کہ انہیں کسی سے کچھ لیتے سنا بھی نہیں، اعلیٰ حضرت قبلہ کے صاحبزادگان اوران کے بعض فدائی ممکن ہے کہ حاجی صاحب کی خفیہ امداد کرتے رہے ہوں۔

(سیرت اعلیٰ حضرت از مولانا حسنین رضا بریلوی، ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ مشرق بریلی)

تذکرے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے احوال، خدمات، کار نامے اور کشف وکرامت کا تذکرہ حاجی کفایت اللہ رضوی کے حوالہ سے روایتی واقعات اوران کا کسی نہ کسی طرح سے ذکر "حیات اعلیٰ حضرت" "سیرت اعلیٰ حضرت" اور "الملفوظ" جیسی معتبر اور مستند کتابوں میں جگہ جگہ ملیگا۔ ملک العلماء مولانا ظفرالدین رضوی بہاری نے حاجی صاحب سے بے شمار واقعات قلم بند کئے ہیں، جو سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

حج وزیارت:

حاجی صاحب، امام احمد رضا فاضل بریلوی کے دوسرے حج و زیارت کے سفر میں ہمراہ تھے۔ یہ حج ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ہوا، اوراس سفر مبارک میں بڑے عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے۔ علماء ومشائخ عرب نے امام احمد رضا بریلوی کے علم وفن کا بھرپور اعتراف کرتے ہوئے سندات عطا کیں، سفر حج میں اہلیہ محترمہ صاحبہ کے علاوہ مولانا مفتی محمد رضا خاں

بریلوی، حضرت حجۃ الاسلام، مولانا حاجی نذیر احمد بریلوی اور حاجی صاحب بھی ساتھ تھے۔

(الملفوظ از مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی، ص ۱ تا ۱۵ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی ۲۰۰۳ء)

حاجی صاحب نے اپنے پیر و مرشد کی دوران حج وہ خدمت کی ہے جس کی مثال نہیں ملتی، اس حج میں امام احمد رضا بریلوی کو شدید بخار آ گیا تھا، کئی دن تک باہر نہیں نکلے، شیوخ عرب آپ کو دیکھنے خود تشریف لاتے تھے۔ آپ کے مرید اور رضا مسجد کے نابینا مؤذن مولانا حافظ علی بخش رضوی بریلوی، اور آپ کے پیش کار مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی مرشد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

> میرے کانوں میں وہ الفاظ کریمہ جو حضور نے حیات ظاہری میں ان کی نسبت ارشاد فرمائے تھے، اس وقت گونج رہے ہیں کہ حرمین طیبین کے سفر میں جیسی میری خدمت حاجی کفایت اللہ صاحب اور مولانا نذیر احمد صاحب نے کی ہے کوئی نہیں کر سکتا، خدا انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(قلمی تحریر از حافظ علی بخش رضوی و مولانا سید ایوب علی رضوی، محررہ ۱۳، جمادی الآخر ۱۳۵۷ھ مملوکہ راقم السطور)

اسی سفر، و زیارت کے دور ''ان الدولۃ المکیہ'' اور ''کفل الفقیہ الفاہم'' جیسی معرکۃ الآرا کتابیں امام احمد رضا بریلوی نے تصنیف کیں اور علماء حرمین شریفین نے خوب داد تحسین و آفریں دیں۔ یہ حج تاریخی و علمی حیثیت سے انفرادیت رکھتا ہے۔

(تفصیلات کے لیے دیکھئے حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری ص ۱۱۴ تا ۴۵۵ مطبوعہ انگلینڈ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)

Scanned with OKEN Scanner

نماز میں مگس رانی:

حاجی صاحب بارگاہ رضا میں نہایت ہی بے تکلف تھے اور خدمت کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایک روز حاجی کفایت اللہ صاحب بحالت نماز مگس رانی کرنے لگے، سلام پھیرنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنا چاہیے، وہ حالت عبدیت ہے، نہ کہ مخدومیت۔

(الملفوظ، ص ۶۱ حصہ دوم مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی ۲۰۰۳ء)

خطوط کا اہتمام:

اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے یہاں خطوط کی آمد کثرت سے ہوتی تھی، اکثر ملک و بیرون ملک سے مسائل شرعیہ دریافت کرنے اور اپنے ذاتی احوال وکوائف پر مشتمل خطوط ہوتے تھے۔ اعلی حضرت خطوط کے جواب کا خاص اہتمام کرتے تھے، اس خیال سے کہ خطوط ضائع نہ ہوں، حاجی کفایت اللہ رضوی نے اس کام کا خصوصیت سے انتظام کیا کہ ایک خوبصورت باکس ٹین کا بنوا کر رنگ و روغن کر کے نشست گاہ میں آویزاں کر دیا تھا جس میں ڈاکیہ خطوط اور پیکٹ و پارسل وغیرہ ڈال دیا کرتا تھا، حاجی صاحب اس بکس میں برابر تالا لگا کر نگرانی رکھتے تھے تا کہ کوئی ان خطوط کو نکال نہ سکے، اس کی چابی اعلیٰ حضرت کے پاس رہتی، نماز عصر کے بعد نشست گاہ میں جب تشریف رکھتے تو باکس کھولا جاتا تھا۔ سبھی کے جوابات املا کراتے تھے۔

(حیات اعلی حضرت از مولانا ظفر الدین رضوی، ص ۱۶۳، مطبوعہ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)

Scanned with OKEN Scanner

ایک ماہ دس دن قیام:

برہان ملت مفتی برہان الحق رضوی جبل پوری کے بے حد اصرار پر بحالت کمزوری اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے ۹/جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ/۲۲/مارچ ۱۹۱۹ء کو جبل پور سفر کیا۔آپ کے ہمراہ برہان ملت کے علاوہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی، مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی، مولانا حسنین رضا خاں بریلوی ، امین الفتوی مفتی محمد شفیع رضوی بیسلپوری، مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی، سید قناعت علی رضوی اور حاجی کفایت اللہ رضوی ہمراہ تھے۔ درمیان راستہ الہ آباد میں کافی وقفہ رہا تو شہر کے خاص مقامات دیکھنے کے لئے امام احمد رضا بریلوی حاجی کفایت اللہ رضوی کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔جبل پور میں آپ کا سفر بہت طویل ہوا، ایک ماہ دس دن قیام کر کے بریلی واپسی ہوئی۔یہیں پر کسی بات پر ناراضگی میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ یہ حاجی مرنے کے بعد بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔

(تفصیلات کے لیے دیکھئے اکرام امام احمد رضا از مفتی برہان الحق رضوی جبل پوری، ص ۸۶، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)

عرس آل رسول کا اہتمام:

خاتم الاکابر حضرت مولانا سید شاہ آل رسول برکاتی مارہروی قدس و النصرام سرہ کا عرس ہر سال امام احمد رضا بریلوی اپنے دولت کدے پر بڑے اہتمام سے کیا کرتے تھے۔ ۱۶، ۱۷، ۱۸/ذی الحجۃ ۱۳۲۷ھ ۱۹۰۹ء کے عرس کی روداد راقم کے پیش نظر ہے۔اس تقریب عرس میں آخری دن ساڑھے

آٹھ بجے شب سے سوا گیارہ بجے تک سوا تین گھنٹہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے تقریر فرمائی، جب کہ طبیعت ناساز تھی۔ مجمع کثیر تھا، دور دراز کے مہمانوں کی آمد بھی کافی تھی، اسی دن ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری کو خلافت واجازت عطا فرائی۔ مولانا جمیل الرحمٰن رضوی بریلوی نے میلاد خوانی کے فرائض انجام دیئے۔ اخبار کے نام نگار نے حاجی کفایت اللہ رضوی کی سرگرمیوں اور خدمات وانتظامات کی بھی خوب تعریف وتوصیف کی ہے۔

(ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری، مدیر شاہ فضل حسن صابری، ص۹ ج۴۵ شمارہ ۵۵ بابت ۱۰/جنوری ۱۹۱۰ء)

شاندار تدفین:

حاجی کفایت اللہ رضوی بریلوی نے اپنی پوری زندگی بارگاہ رضا میں صرف کی، اور اللہ تعالیٰ نے اس کا بہترین اجر دنیا میں یہ دیا کہ قرب مرشد عطا فرما دیا، یہ وہ مقدس ومتبرک آستانہ رضویہ ہے جہاں رات ودن مخلوق خدا کا ہجوم ہوتا ہے، اور سربراہان مملکت سرنگوں ہوتے ہیں یہ ایسے تاجدار کا دربار ہے جہاں اقطاب وابدال حاضری دیتے ہیں۔ اسی آستانہ مقدسہ میں حاجی صاحب بھی آرام فرما ہیں۔

حاجی صاحب آخر عمر میں جسمانی اعتبار سے بہت ضعیف وناتواں ہو گئے تھے، درمیان مجاورت آستانہ عالیہ سے بہت کم اپنے گھر جایا کرتے تھے قدیمی رضا مسجد کافی بلائی حصہ پر تھی، سیڑھیاں ایک بانس کی لکڑی کے سہارے چڑھا کرتے تھے، کوئی نماز قضا نہیں ہوتی، اکثر خود اذان دیتے اور شہزادگان اعلیٰ حضرت کی آمد کا انتظار کرتے پھر نماز جماعت سے ادا ہوتی تھی۔ انتقال سے چند ایام قبل مزار اقدس سے باہر نہیں نکلے، تاجدار اہل سنت

حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے حاجی ناصر میاں رضوی سے فرمایا کہ حاجی صاحب بیمار ہیں، ان کو میرے گھر پر لے آیئے یہیں کھانا اور دوا وغیرہ کا انتظام رہے گا۔ ناصر میاں جب آستانہ شریف پہونچے تو وہ حاجی صاحب کو اکیلے نہیں لا سکے، حضرت کے دولت کدے سے لوہے والی چارپائی دو لوگ پکڑ کر لے گئے، اس پر حاجی صاحب کو یہ کہہ کر بٹھا دیا کہ حضرت کا حکم ہے کہ اب آپ حضرت کے گھر پر ہی رہیں گے۔

حاجی صاحب چارپائی پر حضرت کے پاس پہونچے، حضرت نے دیکھا چند جملے ارشاد فرمائے پھر دو گھنٹے کے اندر ہی حاجی صاحب کا ۹ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۶ء کو انتقال ہو گیا۔ حسب خواہش آستانہ عالیہ رضویہ میں استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کے پہلو میں دفن کیے گئے حضور مفتی اعظم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ علما اور عوام و اہل عقیدت کا ہجوم تھا۔

(قلمی یادداشت: محمد ادریس قریشی بن یاسین قریشی محلّہ اعظم نگر و رئیس میاں نوری محلّہ سوداگران بریلی شریف)

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

حاجی کفایت اللہ رضوی علیہ الرحمہ کے خاندان میں اس وقت کافی لوگ موجود ہیں اور زیادہ تر لوگوں سے راقم واقفیت بھی رکھتا ہے، متعدد بار گھر و دکان کے چکر لگانے کے باوجود بھی یہ اہل خاندان معلومات فراہم کرنے سے پرہیز کرتے رہے، اس میں نا معلوم کیا وجہ رہی یا پھر خاندان کے افراد کو کوئی جان کاری نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مولانا حاجی نذیر احمد رضوی بریلوی

حاجی مولانا نذیر احمد رضوی بن حاجی کبیر احمد بن محمد شفیع بریلی ضلع کے کسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ مفتی نواب مرزا بریلوی اور مفتی نواب سلطان احمد رضوی بریلوی اور مولانا سید عزیز غوث بریلوی کے ہم درس افتاء میں تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے درس لیا اور رضوی دار الافتاء میں نقل افتاء کی ذمہ داری نبھائی بعدہ مستقل طور پر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں رہنے لگے تھے۔ مسودات و مبیضات کی نقل کرتے، ڈاک خانہ و مراسلت کا کام انجام دیتے۔ (بروایت مولانا حبیب رضا خاں بریلوی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے دوسرے سفر حج و زیارت (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) میں آپ مرشد گرامی کے ساتھ تھے۔ اس سفر میں قیام مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ میں بے پناہ مصروفیات تھیں، علماء و مشائخ کا ہجوم، علمی مذاکرے اور دوسری طرف بخار نے امام احمد رضا بریلوی کو گھیر رکھا تھا۔ پھر روانگی ہندوستان کے وقت گرمی شدت کی تھی، امام احمد رضا بریلوی جب جدہ کے لیے روانہ ہوئے تو شیوخ عرب بھی ہم رکاب ہو گئے، اور بیرون شہر کوسوں دور پا پیادہ ہو کر چلنے لگے تو امام احمد رضا بریلوی بھی پیدل چلنے لگے، اس گرمی کی ہولنا کی اور مولانا نذیر احمد کی خدمت گزاری کا بیان خود امام احمد رضا بریلوی کے الفاظ میں ملاحظہ کریں۔

تحریر فرماتے ہیں:

اب موسم سخت گرمی کا آ گیا تھا، اور بارہ منزلیں، منزل پر ظہر کی نماز ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھتا تھا، اور معاً قافلہ روانہ ہوتا تھا، سر پر

آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر، اللہ تعالیٰ مولوی نذیر احمد صاحب کا بھلا کرے، فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے، مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا، چھتری لے کر سایہ کرتے، جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلے، ابتدا سے یوں نہ کر سکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز راضی نہوتا، انہوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلا طمع، بلا معاوضہ، محض اللہ و رسول کے لیے جیسے آرام دیئے، اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے۔ آمین

(الملفوظ از مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی، ص ۳۶ حصہ دوم، مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنے خادم مولانا نذیر احمد کی اس خدمت کا بریلی واپس آکر متعدد احباب، اور تلامذہ و خلفاء سے ذکر کرتے ہوئے خوب سراہا۔ اس مجلس کے حافظ قاری علی بخش رضوی نابینا مؤذن رضا مسجد سوداگران بریلی اور مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی پیش کار امام احمد رضا گواہ ہیں، حافظ علی بخش رضوی بریلوی ایک خط میں لکھتے ہیں:

میرے کانوں میں وہ الفاظ کریمہ جو حضور نے حیات ظاہری میں ان کی نسبت ارشاد فرمائے تھے، اس وقت گونج رہے ہیں کہ حرمین طیبین کے سفر میں جیسی میری خدمت حاجی کفایت اللہ صاحب اور مولانا نذیر احمد صاحب نے کی کوئی نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(قلمی تحریر از حافظ علی بخش رضوی و مولانا سید ایوب علی رضوی محررہ ۱۳/ جمادی الآخرہ ۱۳۵۷ھ مملوکہ راقم السطور)

راقم السطور کے استاد گرامی نبیرۂ استاذ زمن مولانا مفتی حبیب رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے مولانا نذیر احمد بریلوی کے حالات اپنے والد ماجد استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کے حوالہ سے بیان فرمائے کہ جب آپ نے تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو اچھی خاصی عمر ہو چکی تھی مگر علم دین کا شوق پیدا ہوا، اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تعلیم کی حصولیابی کا آغاز کر دیا۔ تکمیل درس کے بعد بھی دربار رضا سے وابستہ رہے جب کہ اپنے علاقہ کے بڑے زمینداروں میں شمار ہوتے تھے۔ کئی سو بیگھہ زمین و جائیداد تھی، کاشت کاری کے موسم میں گھر چلے جاتے تھے، پھر کھیتی باڑی کر کے واپس آ جاتے، اور جب تک فصل تیار ہوتی اس وقت تک یہیں رہتے اور خدمت مرشد میں مشغول رہتے۔ بیچ بیچ میں کھیتوں کی دیکھ بھال پانی و دوا وغیرہ کے لیے جایا کرتے تھے۔

مولانا حسنین رضا خاں بن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی رقم طراز ہیں:

> یہ (حاجی کفایت اللہ رضوی) اور حاجی نذیر احمد صاحب دوسرے سفر حج میں بھی ساتھ میں تھے، حاجی نذیر احمد صاحب مرحوم چند سال حاجی کفایت اللہ کے دوش بدوش حاضر خدمت رہے، وہ قوم کے راعی تھے اور شاید زمیندار بھی تھے، اپنی زمینداری کے کاموں کی وجہ سے کچھ روز گھر بھی رہنا پڑتا تھا، تو اس سنہری موقع کو ذکاء اللہ صاحب نے ہاتھ سے نہ جانے دیا، ان کی غیر حاضری میں یہ جگہ انہوں نے پر کی۔ جب حاجی نذیر احمد صاحب معذور ہو گئے تو ذکاء اللہ خاں صاحب ان کی جگہ آ گئے۔

(سیرت اعلیٰ حضرت از مولانا حسنین رضا خاں بریلوی، ص ۱۳۲ مطبوعہ مکتبہ مشرق بریلی)

Scanned with OKEN Scanner

امام احمد رضا بریلوی نے اپنے دوسرے سفر حج کی جو کوائف و روداد بیان فرمائی ہے اس میں جگہ جگہ مولانا نذیر احمد رضوی کا ذکر کیا ہے، چاہے ریلوے اسٹیشن بریلی پر ٹکٹ بنوانے کی بات ہو، یا پھر لکھنؤ میں تبدیلی ٹرین کا مسئلہ ہو۔ ان سرگرمیوں سے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے، الملفوظ از حضور مفتی اعظم، ص ۳۲ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)

حاجی مولانا نذیر احمد رضوی بریلوی کا انتقال ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں ہوا، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تدفین کہاں ہوئی باوجود کوشش معلوم نہیں ہوسکا۔ اور نہ ہی ان کے خاندان کے بارے میں مزید جانکاری ہوسکی۔

جناب ذکاء اللہ خاں رضوی بریلوی

جناب ذکاء اللہ خاں رضوی بن حمایت اللہ خاں محلّہ ذخیرہ کے باشندے تھے، عالم جوانی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے داخل سلسلہ ہوئے، پھر اپنے والد حمایت اللہ خاں کے ہمراہ بارگاہ رضا میں حاضر باش ہونے کا شرف حاصل ہوا، مرشد گرامی سے عقیدت ومحبت گہری ہوتی چلی گئی کہ حاضری روزانہ کا معمول بن گئی، آپ نے مرشد گرامی کی تقریباً ۱۴ سال سے زائد مسلسل خدمت کی، ذکاء اللہ خاں کی خدمت گزاری جز وقتی ہوتی تھی، ان کی خاندانی ضرورتیں بھی تھیں، اپنا کاروبار بھی تھا، اس لیے ہمہ وقت نہیں رہ سکتے تھے۔ جب حاجی کفایت اللہ رضوی کہیں شہر سے باہر ہوتے تو آپ مرشد کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر رہتے۔ آپ کا ایک بیان ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری نے درج کیا جس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے:

> ایک صاحب جن کا نام حاجی کفایت اللہ صاحب ہے وہ حضرت کے خاص خادم تھے، اور حضرت کے سفر میں برابر سایہ کی طرح ساتھ رہتے، ایک سید صاحب مدنی حضرت سے علم جفر سیکھنے کی غرض سے مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے، اور بہت عرصہ تک قیام کر کے علم جفر حاصل کیا۔ جب مدنی صاحب کلکتہ جانے لگے تو حضرت سے فرمایا میرے ساتھ کوئی شخص ہوتا تو بہتر ہوتا، حضرت نے حاجی کفایت اللہ کو ہمراہ کیا، اور حاجی صاحب نے مجھ خادم سے کہا کہ میں کلکتہ جاتا ہوں اور اعلیٰ حضرت کی خدمت تمہارے سپرد کرتا ہوں، اور حضرت سے بھی یہی عرض کیا۔ حضرت نے مجھے خدمت کے لیے قبول فرمایا۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳۹ مطبوعہ انگلینڈ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)

ذکاء اللہ خاں رضوی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے مشاہداتی حالات ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی کو لکھکر بھیجے تھے، اس میں اپنی مدت خدمت گزاری کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

خادم نے حضرت کی حیات ظاہری میں اندازاً بارہ یا چودہ سال خدمت کی، یا اس سے زائد۔ حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ پھاٹک (دولت خانہ، موجودہ قیام گاہ حضرت تاج الشریعہ) میں تشریف رکھتے تھے، بعد نماز مغرب مکان میں تشریف لے جاتے، اور روزانہ عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں تشریف رکھتے۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳۸ جلد اول مطبوعہ انگلینڈ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)

Scanned with OKEN Scanner

جناب خدا بخش رضوی بریلوی

محلّہ ملوکپور بازداران بریلی کے رہنے والے جناب خدا بخش رضوی کا آبائی پیشہ ''آب کشی'' تھا۔ لوگوں کے گھروں میں پانی بھرنا اپنا ذریعہ معاش کا انتظام کرنا تھا، مگر خدا بخش اوران کا خاندان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور آپ کے والد ماجد امام المتکلمین مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی سے گہری عقیدت رکھنے کی وجہ سے زندگی بھر پانی بھرنے کا انتظام کرتے رہے، انہوں نے امام احمد رضا بریلوی کے دولت کدے پر تمام شرعی تقاضوں کو مدنظر رکھ کرنابالغ بچے مقرر کرتے جو پانی بھرا کرتے تھے، جب نابالغ بچہ سن بلوغت کو پہنچتا تو اس کو کہیں دوسری ذمہ داری دیکر پھر کسی دوسرے نابالغ بچے کو ذمہ داری دیدیا کرتے تھے۔ تاکہ امام احمد رضا بریلوی کے اہل خانہ کو کسی بھی طرح سے پانی کی کوئی دقت نہ آسکے، اسی نظم و اہتمام کی خاطر انہوں نے دوشادی کی تھیں۔

(بروایت مولانا مفتی حبیب رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ متوفی ۲۸/اگست ۲۰۱۴ء)

خدا بخش رضوی اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ہی داخل سلسلہ تھے، آپ نے اپنے بچے احمد بخش کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا اور حافظ قرآن بنایا۔ مولانا حسنین رضا بریلوی تحریر کرتے ہیں:

اعلیٰ حضرت قبلہ کے خدام میں خدا بخش مرحوم بھی تھے، ہمارے خاندان اور بعض دیگر اہل محلّہ میں پانی بھرتے تھے، ان کا قصہ

پہلے بیان ہو چکا ہے۔ان کے گھر کی ملازم عورتیں اور باہر کے ملازم مرد یا کام کاج کے قابل نہ رہے تو خود گئے، یا یہاں مرض الموت میں مبتلا ہوئے، اور گھر والے لے گئے تو ان کی وفات پر تنخواہ روز رحلت تک ادا کی گئی، اور جو کچھ امداد ہو سکی وہ کی گئی، کسی خادم کا نکالا جانا مجھے یاد نہیں ہے۔

(سیرت اعلی حضرت، ص ۱۳۳، مطبوعہ مکتبہ مشرق بریلی)

خدا بخش رضوی کے دو بیٹے محمد بخش رضوی اور حافظ احمد بخش رضوی کا ذکر تذکرہ نویسوں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔اور ایک خاص واقعہ بھی پانی بھرنے کے درمیان واقع ہوا، جس کی تفصیل اسی کتاب میں درج ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کی صحبت کیمیا کا اثر تھا کہ مسائل شرعیہ بزرگ تو بزرگ رہے، بچوں کو بھی خوب از بر تھے۔۱۹۴۰ء/۱۳۵۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا، اور ایک مینارہ مسجد کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

حافظ علی بخش رضوی بریلوی (نابینا)

مؤذن رضا مسجد

حافظ قاری علی بخش قادری رضوی بن محمد بخش ملوکپور محلّہ بازداران بریلی کے رہنے والے تھے۔اپنے گھر سے متصل مسجد کے مدرسہ میں ناظرہ کیا،اور دارالعلوم منظر اسلام کے شعبہ حفظ سے حفظ قرآن پاک کی تکمیل کی،اورقرآت وتجوید سیکھی،آپ کی آواز بہت خوشنما اور پرکشش دارتھی۔

ایام طالب علمی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مرید ہوگئے تھے اور بعد فراغت کسی مدرسہ میں تدریس کا فریضہ انجام دینے لگے تھے،بعدہ ۱۳۵۰ھ/۳۱ء سے ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء تک رضا مسجد سوداگران میں مؤذن کی خدمت کرتے رہے،آپ پیدائشی نابینا تھے مگر بڑے ذہین و فطین شخصیت کے مالک تھے،حافظ علی بخش رضوی بریلوی کے حاجی کفایت اللہ رضوی بریلوی خادم خاص اعلیٰ حضرت سے قریبی رشتہ داری کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے،حاجی صاحب کی حمایت میں آپ کا ایک خط حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی کے نام راقم کے ذخیرہ کتب میں مل گیا جو درج ذیل ہے،اس خط کو مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی سے املا کرایا گیا ہے، آخر میں آپ کے انگوٹھے کا نشان اور نام تحریر ہے۔

بعد حمد پروردگار،نعت اقدس سرکار ابد قرار،اس معذور اجازت مجبور کتابت کی کیا حقیقت اور کیا وقعت،مگر تقاضائے ضمیر سراپا تقصیر سے

مغلوب ہوکر جسارت کرنا ہی پڑی کہ مجھے حاجی کفایت اللہ صاحب خادم دوامی بارگاہ عالیہ قدسیہ رضویہ کو اپنے فرائض منصبی پر مراجعت فرمانے کی خوشی میں مبارک باد پیش کروں، میں ان مؤیدین کرام خصوصاً حضرت حجۃ الاسلام مدظلہ العالی کے اس صحیح انتخاب پر یوں اور بھی اظہار مسرت کر رہا ہوں کہ مدت مدید عرصہ بعید کے بعد میری دلی تمنا آرزو پوری ہوئی، بلکہ میں تو یہی کہوں گا کہ خود صاحب مزار پاک اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش صادقہ کا یہی نتیجہ ہے کہ حق بحق دار رسید، میرے کانوں میں وہ الفاظ کریمہ جو حضور نے حیات ظاہری میں ان کی نسبت، ارشاد فرمائے تھے، اس وقت گونج رہے ہیں کہ حرمین طیبین کے سفر میں جیسی میری خدمت حاجی کفایت اللہ صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب نے کی کوئی نہیں کرسکتا۔ خدا انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ حاجی صاحب ممدوح سے پہلے مرزا صاحب مزار پرانوار پر جاروب کش تھے، ممکن ہے کہ ان کی خدمات ارادات و عقیدت پر مبنی ہوں، لیکن واقعات و مشاہدات ناگفتہ بہ جو زبان از خواص وعوام ہیں وہ اس کے منافی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں کچھ مبالغہ ہو بہرحال احتیاط اسی کی متقاضی تھی کہ حضرت حجۃ الاسلام و دیگر معظم حضرات نے بالاتفاق ان کا اخراج کر دیا۔ وللہ الحمد۔ لیکن باوجود اخراج کے مرزا صاحب پھر بھی درگاہ شریف کے ایک حجرہ میں براجمان ہیں یہ عجیب معمہ لاینحل ہے۔ میں ان معظمین والاتمکین کو پرزور الفاظ میں توجہ دلاتا ہوں کہ ایسے بدنام کنندہ آستانہ کی جلد از جلد بیخ کنی فرمائیں۔

ہاں آخر میں ایک نہایت ضروری گزارش یہ ہے کہ دنیا اور دنیا

والے سب فانی ہیں، کسی کو ثبات نہیں، حاجی صاحب موصوف کی ضعیفی کا عالم ہے، ان کے بعد جس قسمت والے کو یہ خدمت سپرد ہو وہ مرزا صاحب جیسا غیر متشرع و آزاد نہ ہو۔

(مکتوب حافظ علی بخش رضوی موذن مسجد آستانہ عالیہ رضویہ محررہ ۱۳/ جمادی الآخر ۱۳۵۷ھ مملوکہ راقم السطور)

مدت مؤذنی رضا مسجد پنج وقتہ نماز و اذان کا اہتمام بہت قاعدے سے کرتے تھے، اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی دوبارہ مؤذن ہو گئے تھے، صبح کو محلے میں لوگوں کو نماز فجر کے لیے جگاتے بھی تھے، اور یہ سلسلہ تاحیات قائم رہا۔ (بروایت مولانا مفتی حبیب رضا خاں بریلوی بن مولانا حسنین رضا خاں بریلوی)

ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری کے نام حضور مفتی اعظم ایک مکتوب میں حافظ علی بخش رضوی کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں، جس کے الفاظ یہ ہیں:

میں نے بہت کوشش کی یہاں تک کہ آپ کا خط آیا، میں نے ان صاحبان کو آپ کا خط پڑھوایا، جن میں آپ نے جو کچھ لکھا تھا سوائے حافظ احمد بخش صاحب کے جن کو میں نہ سمجھ سکا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ حافظ نابینا جو یہاں رہتے تھے ان کا نام علی بخش ہے۔ شاید ایسا ہوا کہ آپ نے بھول کر احمد بخش لکھ دیا، یا حاجی احمد بخش صاحب کی جگہ حافظ احمد بخش لکھا۔ یہ صاحب رضوی ہیں، دوسرے محلّہ میں رہتے ہیں، بازار میں دوکان ہے۔

(مکتوب مفتی اعظم بنام ملک العلماء محررہ ۲۳ر جنوری ۱۹۴۰ء بحوالہ جہاں مفتی اعظم ص ۱۱۰۲)

حافظ قاری علی بخش رضوی نابینا بریلوی کا انتقال اپنے مکان پر ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں ہوا، کافی زمانہ تک علیل رہے۔ مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفٰے رضا بریلوی نے نماز جنازہ پڑھائی مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا جیلانی میاں نے قبر میں اتارا ایک مینارہ مسجد والے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

Scanned with OKEN Scanner

خدام مصطفیٰ

حاجی محمد ناصر میاں رضوی

محمد رئیس میاں نوری

بابو بھائی رضوی

کنیز فاطمہ نوری

محمد ولی عرف کلڑ میاں

حاجی کلو رضوی

حاجی محبوب رضوی

حافظ محمد جان شمسی

Scanned with OKEN Scanner

حضرت حاجی محمد ناصر میاں رضوی بریلوی

حضور مفتی اعظم کے خادم خاص

ولادت و تعلیم:

آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ محلّہ سوداگران سے متصل محلّہ ملوکپور کے رہنے والے حضرت محترم حاجی ناصر میاں رضوی نوری بریلوی ایک غیر معمولی مذہبی خاندان میں رجب المرجب ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء کو اپنے آبائی مکان محلّہ کسگران بریلی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد محمد سدن میاں اور دادا جناب حفیظ اللہ رضوی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ سے ارادت بیعت رکھتے تھے، مذہبی و دینی ماحول کی وجہ سے والد ماجد نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے شعبۂ پرائمری میں داخلہ کرادیا تھا۔ ابتدائی تعلیم اساتذہ دارالعلوم منظر اسلام سے حاصل کی، اس وقت حضرت حجۃ الاسلام کے داماد مولانا مفتی تقدس علی خاں بریلوی مہتمم تھے، اور حضرت علامہ احسان علی محدث مظفرپوری شیخ الحدیث تھے۔ شعبۂ افتاء کے صدر مفتی بحرالعلوم سید افضل حسین رضوی مونگیری تھے۔ حضرت مفتی حافظ وقاری جہانگیر خاں رضوی استاذ تھے۔ ناصر میاں نے خاص طور پر حافظ انعام اللہ تسنیم حامدی بریلوی اور ادیب شہیر حضرت شمس الحسن شمس بریلوی سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ جامعہ علی گڑھ سے ادیب اور ادیب ماہر کے بھی امتحانات پاس کیے۔

داخل سلسلہ کا واقعہ:

حضرت ناصر میاں کا معمول تھا کہ مدرسہ منظر اسلام پڑھنے کے بعد تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ کی نشست گاہ میں پہنچ جاتے، باقی وقت خدمت میں گزارتے، حضرت کی نشست گاہ میں قدیمی طرز کا پنکھا لگا ہوا تھا۔ جو چھت سے معلق ہوتا اور نیچے دستی رسی ہوتی تھی۔ بیٹھنے والے کے سر پر ہوا جھلنے کے لئے بغل میں بیٹھنے والے کو رسی کھینچنی پڑتی تھی۔ ناصر میاں روزانہ پنکھا چلانے کی خدمت انجام دیتے تھے۔ حضرت تخت پر جلوہ افروز ہوتے، تینوں طرف لکڑی کی کرسیوں پر حاجت مند و متوسلین بیٹھتے، یکے بعد دیگرے سبھی لوگ اپنا معروضہ حضرت کی خدمت میں پیش کرتے، حضرت حسب ضرورت سبھی کی امداد و اعانت اور حاجت روائی کے لئے دعا و تعویذ میں مصروف رہتے۔ مرید ہونے والوں کا تانتا لگا رہتا، ان کو بھی وقتاً فوقتاً مرید کرتے رہتے۔ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء کے کسی مہینہ کی بات ہے کہ ناصر میاں کرسی پر بیٹھے پنکھا جھل رہے تھے، حضرت باہر سے آئے لوگوں کو مرید فرما رہے تھے، دفعتاً حضرت نے ناصر میاں سے فرمایا: ہاتھ بڑھایئے، ہاتھ بڑھایا پھر حضرت نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت فرما کر دست شفقت سر پر رکھ کر فرمایا "یہ بچہ بڑا سعادت مند ہے"۔ بقول ناصر میاں: اس دن میری دلی مراد پوری ہوئی اور میری آرزوؤں و تمناؤں کو معراج حاصل ہوئی۔

پہلا سفر:

جبل پور سے عرس سلامی کا دعوت نامہ برہان ملت حضرت مفتی عبد

الباقی برہان الحق رضوی جبل پوری نے حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا، عرس میں شرکت کے لئے حضرت تیاری فرمارہے تھے، پہلی بار حضرت نے ناصر میاں سے فرمایا کہ میرے ساتھ سفر پر چلیں، ناصر میاں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ساتھ میں چلنے پر آمادگی ظاہر کردی، پھر حضرت نےفرمایا پہلے والدہ ماجدہ سے اجازت لیکر آیئے، آپ کی والدہ کی حضرت کے اندرون خانہ اکثر آمد ورفت رہتی تھی، حضرت کی اہلیہ محترمہ چھوٹی صاحبہ علیہا الرحمۃ سے خصوصی مراسم تھے۔ والدہ ماجدہ کو آپ نے بتایا کہ حضرت کے ہمراہ میں جبل پور جارہا ہوں، اجازت چاہتا ہوں۔ یہ بات سنتے ہی ان کی خوشی کی انتہانہ رہی، فوراً اجازت مرحمت کردی۔ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء کے عرس سلامی میں شرکت کے لئے بریلی سے ''الہ آباد پسنجر ٹرین'' سے۔ جبلپور وایا الہ آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ شام کو الہ آباد سے کسی ٹرین سے جبل پور پہنچے۔ بقول ناصر میاں طلوع آفتاب کے عین وقت اسٹیشن جبل پور پر ٹرین رکی، مولانا عبدالصمد مجنون جبل پوری نے حضرت کو ٹرین کی سیڑھیا اترتے وقت آفتاب کی کرنوں اور حضرت کے نورانی چہرہ زیبا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

دو آفتاب ایک ساتھ ہیں طلوع ☆ ایک آسمان پہ تو یک فرش زمین پر

مولانا مجنون جبل پوری شعر پڑھتے جاتے تھے، پیچھے ہٹتے جاتے، حضرت کے لب خنداں سے ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ برہان ملت نے آگے بڑھ کر استقبال کیا، گلے میں پھول ڈالے گئے، مولانا محمود احمد رضوی برہانی سجادہ نشین آستانہ سلامی برہانی، مولانا حامد احمد رضوی

برہانی، حاجی رمضان علی برہانی سلامی اور ہزاروں وابستگان سلسلۂ رضویہ استقبال کے لئے موجود تھے۔

ناصر میاں کا حضرت کے ہمراہ یہ پہلا تبلیغی سفر ۱۵ دنوں پر مشتمل تھا، جبل پور کو خانوادۂ رضویہ کی شخصیات اپنا دوسرا گھر مانتی تھیں۔ قیام جبل پور کے دوران کٹنی، کتنگی، تمسر، ناگپور، رائے پور اور چند دیہات وقصبات میں بھی اجلاس ہوئے۔ حضرت کے ہمراہ جماعت اہل سنت کے صف اول کے رہنما ہوتے تھے، ان میں مفتی غلام محمد خاں رضوی ناگپوری، مولانا عبدالرشید فتحپوری مولانا حامد علی فاروقی رائے پوری، مولانا محمود احمد جبل پوری، مفتی عبدالقدیر ناگپوری اور مولانا عبدالرشید کار بخوی کے نام لئے جاسکتے ہیں۔ حضرت کے دور دراز سفر کو بآسانی سے طے کرنے کے لئے محبوب کمپنی محلّہ ہنومان تال جبل پور کے مشہور تاجر جناب انور خاں رضوی کی گاڑیاں ہمہ وقت موجود رہتی تھیں۔

شادی خانہ آبادی:

ناصر میاں بریلوی کا عقد مسنون ۱۸ سال کی عمر میں نور جہاں بنت بابو بھائی ساکن آنولہ ضلع بریلی سے ہوا۔ آپکی اہلیہ نہایت ہی صوم وصلوۃ کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر، اور بہت ہی صبر وتحمل والی خاتون تھیں۔ آپ کا ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء میں انتقال ہو گیا اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے آمین۔ آپ سے سات اولاد ہیں۔ جن کے نام اس طرح ہیں (۱) رخسانہ (زوجہ عثمان غنی ساکن چندوسی) (۲) محمد طاہر رضوی (۳) محمد آفتاب رضوی (۴) شاہانہ پروین (زوجہ محمد اعظم کنگھی ٹولہ بریلی) (۵) محمد اشرف رضوی

(٦) محمد مشاہد رضوی (٧) محمد دانش رضا رضوی۔ یہ سبھی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ اور حضرت تاج الشریعہ علامہ حافظ وقاری مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ سے بیعت وارادت رکھتے ہیں۔

پہلی بچی کا حال اور زندہ کرامت:

ناصر میاں کے گھر جب پہلی بچی رخسانہ تولد ہوئی تو حضرت مفتی اعظم کو اطلاع کی گئی حضرت نے دعاؤں سے نوازا۔ چند سال کے بعد سخت بخار میں مبتلا ہوگئی۔ مسلسل علاج کے باوجود بھی صحت یاب ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی، ہاسپٹل میں ڈاکٹر صاحب آئے اور نبض دیکھتے ہی کہا کہ اس کو گھر لیجائیے، اس میں کوئی جان نہیں رہ گئی ہے۔ یہ سن کر اہل خانہ کی آہ وبکا شروع ہوگئی، ناصر میاں فوراً رخسانہ کو لیکر حضرت کی خدمت میں آئے اور قدموں میں ڈالدیا۔ عرض گزار ہوئے کہ یہ میری بچی ہے، ڈاکٹروں نے بے جان کہہ دیا ہے۔ حضرت کچھ تحریر کرنے میں مصروف تھے، ناصر میاں کی بے قراری دیکھ کر متوجہ ہوئے۔ ایک تعویذ تحریر فرمایا، پھر داہنا ہاتھ اٹھا کر ہلکے ہلکے جھاڑنے کے انداز میں جسم پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ متعدد بار ایسا کیا، پھر فرمایا گھر لیجائیے، ڈاکٹر جھوٹا ہے، بچی ٹھیک ہو جائیگی۔ حضرت کے اشارہ فرماتے ہی مردہ جسم کے اندر جان آچکی تھی، رخسانہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی، ناصر میاں کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر حضرت نے بچی کو پانچ روپیہ عنایت فرمائے۔

بقول ناصر میاں: میں جب بچی کو حضرت کی خدمت میں لیکر گیا تھا،

تو مردہ سمجھ کر لے گیا تھا مگر یہ حضرت کی زندہ کرامت ہے کہ بچی اپنے پیروں سے چل کر گھر کے قریب پہنچی اور گلی سے ہی امی امی کی آواز لگانے لگی۔ یہ کیفیت دیکھ کر اہل خانہ واقارب کے مسرتوں کی انتہا نہ رہی۔ اس دن سے حضرت کی خدمت کرنے میں عجب لطف آنے لگا۔ اور میرے خاندان کے لوگوں کی حضرت سے عقیدت ومحبت میں ہزار گنا اضافہ ہو گیا۔

کوٹہ میں دل دہلا دینے والا واقعہ:

ناصر میاں رضوی بریلوی کا بیان ہے کہ حضرت مفتی اعظم کو مولانا اسرار الحق قادری (سابق ممبر پارلیمنٹ) نے کوٹہ (راجستھان) آنے کی دعوت پیش کی اور مولانا داود رضوی چمپارن والے نے اودے پور آنے کی دعوت دی۔ اور ساتھ ہی چتوڑ گڑھ بھی جانے کا پروگرام طے ہو گیا تھا۔ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ مولانا اسرار الحق نے حضرت کو لینے کے لئے دو اشخاص کو بریلی بھیج دیا۔ ان میں ایک صوفی شوکت میاں تھے۔ حضرت کے دار الافتاء میں نائب مفتی مولانا محمد طاہر رضوی پورنوی نے حضرت سے گزارش کی کہ میں کوٹہ آپ کے ہمراہ چلنا چاہتا ہوں، حضرت نے فرمایا کہ دو لوگ تو وہ ہیں جو کوٹہ سے آئے ہیں، ایک آپ ہو گئے اور دوسرے ناصر میاں۔ جلسہ والوں پر بارگراں نہ ہو جائے۔ تو ناصر میاں نے از خود معذرت کر لی کہ حضور اس بار مفتی محمد طاہر صاحب کو لیجائیں۔ میں دوسرے پروگرام میں چلوں گا۔ حضرت کے کوٹہ پہنچنے پر زبردست استقبال ہوا، ہزاروں کی تعداد میں سلسلہ عالیہ رضویہ میں داخل ہوئے، کسی کے یہاں دعوت پر تشریف لے گئے، دستر خوان پر کھانا کھانے کے بعد پیڑا آیا۔ حضرت نے ایک پیڑا تناول

فرمایا اسی پیڑے میں زہر ملا ہوا تھا، حضرت کو کڑواہٹ محسوس ہوئی، پھر پان دان سے پان نکال کر تناول کرنا چاہا، اسمیں بھی کڑواہٹ لگی۔ زہر کے اثرات پیڑے کے ذریعہ جسم کے اندر ثرایت کر چکے تھے، طبیعت متلانے اور بے چین ہونے لگی، فوراً اسپتال لے جایا گیا۔ گلوکوز چڑھایا گیا، دوائیں کھائیں، کچھ طبیعت بحال ہوئی۔ آستانہ رضویہ پر تار کیا گیا بریلی سے حضرت کو لینے کے لئے مجاہد سنیت مولانا منان رضا خاں منانی میاں، اور محبّ مکرم الحاج محمد افروز رضا قادری فوراً کوٹہ پہنچ گئے اور حضرت کو اپنے ہمراہ بریلی واپس لائے۔ کافی دنوں سے حضرت نے ناصر میاں کو نہیں دیکھا تھا کہ اتنے میں بلڈ پریشر چیک کرنے کے لئے ڈاکٹر محمد ناصر خاں آگئے۔ زنان خانہ میں پردہ کرایا گیا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ "یہ ڈاکٹر ناصر ہیں اور ہمارے ناصر میاں کہاں ہیں"۔ ناصر میاں وہاں موجود تھے فوراً لبیک کہکر آگے بڑھ گئے اور حضرت کی دست بوسی کے لئے جیسے ہی قریب آئے حضرت نے ناصر میاں کی پیشانی چوم لی، اور اپنے بغل میں بیٹھا لیا۔ بہت دیر تک دست شفقت رکھے رہے۔ اس وقت حضرت اپنے دولت خانہ کے آنگن میں جلوہ فروز تھے، ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں۔ مولانا عبدالحمید رضوی افریقی، حضرت سید شبیر علی رضوی بریلوی، مولانا صوفی عزیز احمد بریلوی، صوفی الحاج اقبال احمد نوری بریلوی وغیرہ سبھی موجود تھے۔ بقول ناصر میاں: اس سفر میں مجھے ساتھ نہ جانے کا ہمیشہ افسوس رہیگا۔ دل دہلا دینے والے اس واقعہ نے میرے کلیجہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ کاش میں ہوتا تو یہ ذلیل حرکت نہیں ہوسکتی تھی۔ اودے پور اور چتوڑگڑھ کے اجلاس منسوخ کردیئے گئے۔

عرس رضوی کے انتظامات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے سہ روزہ عرس رضوی کے انتظامات کی ذمہ داری بھی ناصر میاں کے ذمہ رہتی تھی۔ لنگر خانہ کا اہتمام، علما و مشائخ کی ضیافت، عوام اہل سنت کے قیام وطعام کے انتظامات بخوبی انجام دیتے تھے۔ چونکہ حضرت کے مزاج سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ لہذا مہمانوں کا خوب خیال رکھتے، ان کی حسب ضرورت امور کو انجام دیتے۔ دور دراز سے آئے ہوئے مریدین و معتقدین کی ملاقات کرانا اور ان کے قیام کا معقول بندوبست کرنا بہت اہم مرحلہ ہوتا تھا، اس کو بحسن و خوبی انجام دیتے۔ کبھی بھی حضرت کو شکایت نہیں ہوئی۔ یہ ناصر میاں کے حسن انتظام وانصرام کی خوبی تھی۔

اظہار محبت کے الفاظ:

حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہ نے جب بریلی شہر میں ایک عظیم تعلیمی درسگاہ کا منصوبہ مرتب کیا تو سب سے پہلے ایک وسیع وعریض کوٹھی کی خریداری کے معاملات طے کئے، اپنی جیب خاص سے ۱۰ ہزار روپیہ دیکر دار العلوم مظہر اسلام اسٹیشن سٹی بریلی (۱۶/شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ/۱۸/اکتوبر ۱۹۷۰ء) کے نام رجسٹری کرائی گئی۔ مستقبل کے عظیم منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے سرمایہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے پیش نظر حضرت نے ناصر میاں کو اپنا خصوصی نمائندہ مقرر کر کے دو خط تحریر فرمائے، ایک جناب الحاج خلیل احمد رضوی دودھ بازار ممبئی اور دوسرا مولانا مفتی محبوب علی خاں امام بڑی مسجد مدن پورہ ممبئی کے نام، جس میں دار العلوم مظہر اسلام کے تعاون کے لئے

احباب اہل سنت کی توجہ دلانے اور دوسرا ناصر میاں کے بارے میں تحریر فرمایا تھا۔ راقم السطور نے ناصر میاں کے دولت خانہ پر ان علمی خطوط اور مراسلات کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ ایک خط میں ''برادر دینی و یقینی ناصر میاں سلمہ'' تحریر ہے، تو دوسرے خط میں ''نور الابصار و راحت جان ناصر میاں سلمہ'' کے الفاظ ہیں۔ حضور مفتی اعظم نے دار العلوم مظہر اسلام سے متعلق ایک اشتہار میں ناصر میاں کے بارے میں ان حوصلہ افزا جملوں سے یاد فرمایا:

''ناصر میاں صاحب سلمہ نے دار العلوم کی بے لوث خدمات انجام دی ہیں، خدا انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے، یہ فراہمی زر کا کام ہمیشہ میری اجازت سے کرتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کو برکات دارین سے نوازے، اور اجر عظیم عطا فرمائے۔''

(اشتہار قلمی از: حضور مفتی اعظم محررہ ۲۰/ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ/۱۰/اپریل ۱۹۷۷ء)

حضرت نے ناصر میاں کو اپنا خادم اور مرید ہی نہیں مانا بلکہ ہمیشہ اولاد کا درجہ دیا و یسی ہی محبت فرمائی۔ آج جب ناصر میاں ان گزرے ایام کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کے قطرات ٹپکنے لگتے ہیں۔ دل کی دھڑکنیں بڑھ جاتی ہیں۔ محبت و عقیدت کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ اظہار محبت کی سسکیوں میں واقعات بیان کرتے کرتے ہچکولے لگنے لگتے ہیں۔ پھر ایک طویل خاموشی کے بعد آگے بات شروع ہوتی ہے۔ اس عظیم علمی قلمی سرمایہ کے اشاعت کی ضرورت ہے تاکہ وارفتگان شوق مطالعہ سے لطف اندوز ہو کر تسکین قلب حاصل کر سکیں، اور سیرت مفتی اعظم کے باب

میں ایک نئے باب کا اضافہ بھی ہو سکے۔

ناصر میاں کہتے ہیں کہ میں دار العلوم مظہر اسلام کے تعاون کے لیے بمبئی سے پہلے سال ۶۰ ہزار روپہ لیکر آیا۔ ۲۰ ہزار روپیہ حضرت نے عنایت فرمایا، اور کل اسی ہراز میں یہ کوٹھی خریدی گئی۔ سید حمایت رسول حامدی بریلوی عرف گارڈ صاحب اور ماسٹر شفیق احمد پورا حساب کتاب رکھتے تھے۔ وقتاً فوقتاً حضرت کو دکھایا کرتے تھے۔ حضرت ان تمام سرگرمیوں پر بھرپور نظر رکھتے تھے۔

دلی خواہش کا اظہار:

ناصر میاں نے بتایا کہ کہیں سفر سے حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے ہمراہ آرہے تھے۔ حضرت طبیعتاً بہت خوش مزاج تھے۔ اس دن کچھ زیادہ ہی چہرہ پر خوشی جھلک رہی تھی، میں نے سوچا کہ بہت دنوں سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں مگر کسی وجہ سے عرض نہیں کر پاتا ہوں، میں نے عرض کیا۔

حضور جس طرح سے دنیا میں آپ کے ساتھ رفاقت ہے، ایسی ہی رفاقت جنت میں چاہتا ہوں یہ میری دلی خواہش ہے۔ حضرت نے دعائیہ الفاظ میں فرمایا کہ ”میرا آپ کا ایمان پر خاتمہ ہوگا، اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک ساتھ جنت میں رہیں گے“ میں نے آمین کہتے ہوئے بات ختم کردی، اور میں یہ سمجھ گیا کہ میری دلی مراد پوری ہوگئی ہے۔

اہل وعیال کا خیال:

ناصر میاں اپنے مشاہدات بیان کرتے ہیں کہ حضرت مفتی اعظم جب سفر پر تشریف لے جاتے تھے تو دو چار دن میں واپس نہیں آتے، بلکہ یہ

سفر کم از کم ۲۰ دن یا ایک ماہ سے زائد پر ہوتا تھا۔زیادہ دن گزرنے پر اہل و عیال کے بارے میں دریافت فرماتے کہ گھر پر خرچہ وغیرہ کا انتظام کردیا ہے یانہیں۔اگر نفی میں جواب دیا تو فوراً حضرت اپنی جیب سے پیسہ نکالتے ،اور فرماتے جاؤ ڈاک خانہ اور ابھی گھر منی آڈر کردو،اور جب گھر واپسی ہوتی تو اندرون خانہ میں جانے سے پہلے کچھ پیسہ نکال کر بند مٹھی کر کے عنایت فرماتے، وہ پیسہ اتنا ہوتا تھا کہ پورے گھر کا خرچہ چلتا،اور بچ بھی جاتا تھا۔یہ حضرت کی رحم دلی اور حاجت روائی کی ایک زندہ جاوید مثال ہے۔

اہل وعیال:

حاجی ناصر میاں کا قدیمی مکان واقع کسگران شکستہ اور دوسرے عزیز واقارب کی حصہ داری کی وجہ سے بہت تنگ ہو گیا تھا،بچوں کی ضرورتیں پوری نہیں ہو پا رہی تھیں،ناصر میاں فکرمند تھے،حضرت نے فرمایا کہ علیحدہ مکان دیکھ لو اور اس کی کیا قیمت ہوتی ہے مجھے بتائیے،ناصر میاں نے تمبا کو والی مسجد ملو کپور کے عقب میں ایک مکان پسند کیا،پھر حضرت کو تفصیلات بتادیں،حضرت نے مکان کی کل رقم ۱۸ سو (اٹھارہ سو) روپیہ اور دو سو روپیہ رجسٹری کے اپنی جیب خاص سے عنایت فرمائے،اور مکان ناصر میاں کے نام رجسٹری کرادی،یہ مرشد طریقت کی بے پایاں کرم نوازی اور اپنے خادم کا خیال خاص نہیں تو اور کیا ہے۔یہ بزرگانہ و پدرانہ شفقت اب خالی خالی ہی نظر آتی ہے۔

آخری سفر:

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ راجستھان کے تبلیغی سفر پر تھے،خواجہ

خواجہ گاں حضرت شیخ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ انور پر حاضری دیکر جے پور پہنچے، یہاں سے پہلی بار حضرت نے ہوائی جہاز سے سفر کیا۔ جے پور سے فلائٹ بمبئی کے لئے روانہ ہوئی تو مختصر سے وقت میں پہنچنے پر ناصر میاں نے حضرت سے عرض کیا، حضور یہ سواری سفر کے لئے بہت اچھی ہے۔ فرمایا: ہاں۔ اس میں تمام نمازیں اپنے وقت پر ادا ہو جائینگی۔ مگر جلسہ کرنے والے غریب ہیں ان پر بار گراں ہوگا۔ بمبئی میں حضرت کا قیام حاجی خلیل احمد رضوی کے یہاں ہوا۔ پھر دوسرے دن سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ برکاتی علیہ الرحمہ (انتقال ۱۱ر جمادی الآخر ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۶ء) کے عرس چہلم میں شرکت فرمائی۔ حضرت کے ہمراہ ہوائی جہاز میں ناصر میاں کے علاوہ ڈاکٹر سید کمال الدین رضوی، الحاج عبد الخالق حشمتی ایک صاحب اور بھی تھے۔ چند دنوں یہاں قیام کے بعد بذریعہ ٹرین بریلی واپسی ہوئی، یہ حضرت کے ساتھ ناصر میاں کا آخری سفر تھا۔

دردِ گردہ، اور واپسی از اسٹیشن:

شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی قدس سرہ کی دعوت پر حضور مفتی اعظم قدس سرہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے سالانہ اجلاس منعقدہ یکم ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء میں شرکت کے لئے ۲۹ر شوال ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء کو اپنے دولت کدے بریلی سے براؤں شریف کے لیے روانہ ہوئے، ناصر میاں گھر سے بارادۂ سفر نکلے، جب ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو آپ کے گردہ میں شدید درد کی شکایت ہوئی، شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ حضرت کو رخصت کرنے کے لیے اسٹیشن پہنچے تھے، معاً حضرت نے حضرت شارح بخاری سے براؤں شریف ہمراہ چلنے کا

حکم فرمایا اور ناصر میاں کو وہیں علاج کے لیے کسی مخصوص مرید کے حوالہ کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیلات کو حضرت شارح بخاری نے خود قلم بند کیا ہے، ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

میں نے واقعہ عرض کر کے صفائی سے عرض کر دیا کہ میں براؤں شریف نہیں جاؤں گا، حضرت مفتی اعظم ہند سلطان وقت ہیں، انہیں خدام کی کیا کمی، برادرم محمد ناصر میاں حضرت کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے، لیکن عجب بات ہوئی کہ میں نے فطری تندمزاجی کی بنا پر یہ کہدیا تھا کہ براؤں شریف نہیں جاؤں گا، لیکن جب وہ وقت قریب آیا تو عجیب اضطراب پیدا ہو گیا اور دل کھنچنے لگا، مگر سنی ہوئی بات کا تقاضہ اور اپنی کہی ہوئی بات کا پاس کہ اب میں براؤں جانا بے غیرتی سمجھتا تھا، لہذا ایک دفعہ منہ سے نکل گیا کہ میں تو نہ جاؤں گا، شاہ صاحب (شعیب الاولیاء) صاحب تصرف ہیں تو خود بلالیں، حضرت کی روانگی ۲۰ر شوال (۱۳۶۵ھ ۱۹۷۶ء) کی شب میں لکھنؤ ایکسپریس سے تھی جو تین بجے صبح بریلی سے چھوٹتی تھی، ناصر میاں تیار ہو گئے، سامان لیکر عشاء کے وقت ہی آگئے، اور اب میرے جانے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ لیکن دو بجے روانگی کے وقت رکشہ آیا، سامان زیادہ تھا اس لیے دو رکشے آئے، ایک میں سامان کے ساتھ ناصر میاں بیٹھ گئے، دوسرے میں تنہا حضرت مفتی اعظم ہند بیٹھے، میرا اسٹیشن بھی جانے کا ارادہ نہیں تھا، لیکن حضرت کا رکشہ میں تنہا اسٹیشن جانا مجھے مناسب معلوم نہ ہوا، میں حضرت کے ہمراہ رکشہ میں بیٹھ گیا اس نیت سے کہ گاڑی میں بیٹھا کر واپس چلا آؤں گا، ناصر میاں اچھے خاصے

تندرست تھے، جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وہ کمر پکڑے ہوئے بے چین ہیں، معلوم ہوا کہ درد گردہ ہو رہا ہے، اب کیا کیا جائے، وقت اب اتنا نہیں کہ کسی اور کو ساتھ کیا جائے، مجھے خیال آیا کہ یہ اتفاقی بات نہیں بلکہ مجھے بلانے کا بہانہ ہے۔ میں باوجود بے سر وسامانی کے نہ بستر ہمراہ ہے، اور سوائے بدن کے کپڑے، میں حضرت کے ہمراہ براؤں شریف آ گیا۔ ناصر میاں اسٹیشن ہی پر ایک صاحب کے حوالے کر دیئے گئے کہ وہ انہیں صبح تک آرام سے رکھیں، صبح کو گھر پہونچا دیں، صبح ہوتے ہوئے ناصر میاں کا درد کافور ہو گیا۔

(ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف، ص ۲۷ بابت نومبر ۲۰۱۴ء/۱۴۳۶ھ مدیر مولانا جمال احمد رضوی)

حضرت مفتی اعظم جیسے اسٹیشن لکھنؤ پہنچے فوراً شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی کو بریلی مولانا ساجد علی خاں بریلوی کے نام جوابی تار دینے کا حکم فرمایا، اس میں دریافت کیا تھا کہ "اب ناصر میاں کی طبیعت کیسی ہے" جوابی تار کا پتہ براؤں شریف کا دیا تھا، تار پڑھکر مولانا ساجد علی خاں بریلوی متفکر ہو گئے کہ ناصر میاں تو حضرت کے ہمراہ ہیں، اور حضرت فرما رہے ہیں کہ ناصر میاں کی طبیعت کیسی ہے؟ مولانا ساجد میاں اپنے دولت خانہ پر تھے، دوپہر کا وقت تھا، آرام کر رہے تھے مگر فوراً تیار ہو کر ناصر میاں کے گھر پہنچے، دیکھا کہ ناصر میاں گھر پر ہیں، انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا، پھر جوابی تار دیا کہ اب ناصر میاں اچھے ہیں، درد گردہ کافور ہو چکا ہے۔

مفتی شریف الحق امجدی کا بیان ہے کہ راستہ میں کئی بار حضرت نے ناصر میاں کی طبیعت کے بارے میں تذکرہ فرما کر دعا کی، اور غایت درجہ محبت کا اندازہ جوابی تار کے درمیان سفر سے ہی اظہار ہوتا ہے۔

عینی شہادتیں سند کا درجہ:

راقم السطور کی لکھی ہوئی کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء جلد اول (مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی، ۱۹۹۰ء) پر استاد گرامی محقق عصر حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی محدث رام پوری نے حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی حیات و خدمات پر تحقیقی مقدمہ تحریر کیا تھا، جس پر کچھ علمی حلقوں سے تنقیدات ہوئیں، معترضین نے حضرت کے ایام علالت پر اعتراض کیا کہ آخر عمر میں ایک دو سال حالت استغراق میں گزرے، نماز ادا کر چکے ہوتے تو پھر پڑھنے کو کہتے تو حاضرین یاد دلاتے، حضور یہ نماز آپ کچھ دیر پہلے پڑھ چکے ہیں، اور بھی بہت سی ایسی باتیں استغراق کی وجہ سے ظاہر ہو گئیں۔

(جہان مفتی اعظم، مضمون از مولانا محمد احمد مصباحی، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

مذکورہ اعتراض کا جواب دیتے ہوئے علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی محدث رام پوری ناصر میاں کی عینی شہادت پیش کرتے ہیں، اعتراض کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اس کا جواب یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کو ۱۹۷۱ء میں جب زہر دیا گیا تو اس کا اثر جسمانی طور پر مرتب ہوا، اعضاء و قوی میں ضرور ضعف پیدا ہوا، علالت طویل رہی اور علاج بھی مدتوں جاری رہا، مگر زہر خورانی کا کوئی اثر دل و دماغ، ہوش و حواس اور قلب پر نہ ہوا۔ اس کی شہادت سب سے پہلے میرے برادر طریقت مخلص محترم سفر و حضر کے خادم قدیم حضرت مفتی اعظم عالی جناب محمد ناصر بھائی نوری رضوی سلمہ المنان و حفظ الرحمٰن ساکن بریلی شریف، جنکی ڈیوٹی حضرت کو وقت پر دوا دینے کی بطور خاص تھی، نے دی۔ حضرت کا دل و دماغ اور ہوش و حواس آخر حیات شریف

تک بالکل درست اور قائم رہے، جو کوئی اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے، حضرت مفتی اعظم شرعی امور میں بہت محتاط تھے، تمام فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات کو ان کے وقتوں پر ادا کرتے تھے۔

(عرفان مفتی اعظم از مفتی سید شاہد علی رضوی، ص ۹۲، ۹۳ مطبوعہ ادارہ تحقیقات رضویہ جمالیہ رام پور ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء)

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کو ایام علالت دوا دینے کی خدمت ناصر میاں کے علاوہ بھی محترم الحاج محمد افروز رضا قادری بریلوی بھی انجام دیتے تھے۔ ڈاکٹروں کو لانا، دکھانا اور دواؤں کے پرچوں کا محفوظ رکھنا، وقت پر کس طرح اور کیسے دوائیں استعمال ہوں گی۔ ان تمام چیزوں کا افروز میاں بہت خیال رکھتے تھے۔

مظلومین کی امداد رسی:

مارچ ۱۹۶۱ء/۱۳۸۱ھ میں ایک مسلم نوجوان کی غیر ذمہ دارانہ حرکت کو اخبارات نے غیر مسلموں کے اندر خوب تشہیر کی اور ایک طرح سے ان کو برانگیختہ کیا، اس کے نتیجہ میں جبل پور (ایم پی) میں فرقہ وارانہ فساد برپا ہو گیا۔ ہزاروں مسلمانوں کے مکانات ودکانات میں آگ لگا دی گئی، درجنوں شہید ہوئے، سیکڑوں زخمی ہوئے۔ جبل پور کے یہ یک طرفہ فسادات ہوئے لیڈروں کے لئے گرم تیزاب ثابت ہوا، کہ ہر جگہ یہ اجلاس میں فرقہ پرست لیڈران مسلمانوں کو پانی پی پی کر کوستے اور فحش گالیاں دیکر تذلیل ودل آزاری کرتے تھے۔

مسلمانان جبل پور کی امداد واعانت کے لیے حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے حسب حکم دو ریلیف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں، ایک کمیٹی آل انڈیا سنی

جمیعۃ العلماء اور دوسری مرکزی جماعت رضائے مصطفےٰ نے بنائی۔ جس میں سید العلماء مولانا سید آل مصطفےٰ مارہروی، سیٹھ علی محمد فتح علی، نصرت اللہ عباسی، عبد اللہ انصاری، مولانا مفتی محبوب علی خاں لکھنوی، عاصم اشرفی کے ساتھ ہی ناصر میاں بریلوی کو بھی ریلیف کمیٹی میں رکھا گیا۔ ناصر میاں کی ریلیف کمپنی میں تقرری بحیثیت حضور مفتی اعظم کے نمائندہ کے طور پر تھی، ناصر میاں نے بتایا کہ حضرت نے بذات خود مظلومین جبل پور کے لیے برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری کو رقم بھیجی اور شہر بریلی شریف سے اپنے مخصوص مریدین ومعتقدین سے امداد واعانت کرائی۔ میں بھی جگہ جگہ لوگوں سے چندہ جمع کر کے جبل پور امداد کے لیے پہنچا۔

اشاعت اہل سنت کے لیے راجدھانی میں فکرمندی:

سابق وزیر اعظم جواہر لال نہرو کے زیر اقتدار حکومت نے وقف سے متعلق پارلیمنٹ میں وقف ایکٹ ترمیمی بل پیش کیا، جس پر علماء اہل سنت و جماعت کو اعتراض تھا، وقف ایکٹ کی خامیاں وزیر اعظم ہند کو بھیجی گئیں، جمیعۃ العلماء ہند کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے حکومت پر کوئی اثر نہیں ہوا، تو قائدین اہل سنت نے حضور مفتی اعظم قدس سرہ سے صلاح ومشورہ کر کے ایک ’’مسلم متحدہ محاذ‘‘ نامی سیاسی تنظیم تشکیل دیکر جامع مسجد دہلی کے سامنے لال قلعہ کے میدان میں ’’آل انڈیا سنی اوقاف کانفرنس‘‘ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ ۷، ۸، ۹ دسمبر ۱۹۶۱ء/۱۳۸۱ھ میں تین روزہ کانفرنس عظیم الشان پیمانہ پر منعقد ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں مسٹر لال بہادر شاستری اور مسٹر جواہر لال نہرو نے ملنے کا پیغام بھیجا، علماء اہل سنت کے وفد نے مرکزی حکومت کے

ذمہ داران سے ملاقات کر کے وقف ایکٹ میں تمام کمیوں اور خامیوں کو اجاگر کیا۔تاکہ اس سے اہل سنت و جماعت کے اوقاف محفوظ رہیں۔وزیر اعظم نے ان تمام مطالبات کوتسلیم کرتے ہوئے خامیوں کو دور کرنے کا وعدہ کیا۔

سنی اوقاف کانفرنس میں تائید وحمایت اورتحریری پیغام حضور مفتی اعظم کی طرف سے ناصر میاں رضوی لیکر پہنچے دہلی اور ساتھ ہی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے حضرت کی طرف سے آپ کو ملک کے دور دراز علاقوں میں بھی بھیجا گیا۔کانفرنس کی تحریک میں مفتی برہان الحق جبل پوری عبد حاجی فیضان الٰہی، احمد رامش حیدری،مولانا امداد صابری دہلوی، مولانا مظہر ربانی جبل پوری، مولانا سید اسرار الحق کوٹوی (سابق ممبر پارلیمنٹ) علامہ ارشد القادری ،مولانا ابوالوفا فصیحی غازی پوری، علامہ مشتاق نظامی، مولانا حامد علی فاروقی رائے پوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) مولانا محمد قاسم مرادآبادی، مولانا خالد فاخری الہ آبادی، مولانا سید انوار احمد میاں مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی ، مفتی رفاقت حسین کانپوری، مفتی رجب علی نانپاروی ،مولانا عبدالغفور چمن قادری، مفتی غلام محمد خاں ناگپوری، علامہ سید محمد غلام جیلانی میرٹھی ،مولانا عبدالسمیع کانپوری ،سید ظفر اقبال فاطمی بریلوی اور شفیق الرحمٰن برق سنبھلی (سابق ممبر پارلیمنٹ) وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

ناصر میاں کہتے ہیں کہ ملک کی راجدھانی دہلی میں پہلی بار ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں لوگ جمع ہوئے تھے،حضرت مفتی اعظم کانفرنس کی کامیابی کے لئے ہر وقت ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا فرمار ہے تھے ،اور مجھے مسلسل خطوط و

مراسلات لکھنے کا حکم دیتے تھے تاکہ کسی بھی صورت میں اہل سنت و جماعت کو سرخروئی حاصل ہو اور وہابیہ و دیابنہ بالخصوص جمیعۃ العلماء ہند کے مکروہ عزائم خاکستر ہو جائیں۔ (تفصیلات کے لیے دیکھئے ماہنامہ نوری کرن بریلی بابت جنوری ۱۹۶۲ء ص ۳ تا ۸)

حالات حاضرہ پر اہم فیصلہ:

۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ میں ملک کی سیاسی وسماجی حالت ابتر ہو چکی تھی، اسلامیان ہند اپنے قومی و ملی اور مذہبی مسائل کے حل کے لیے پریشان تھے۔ اقتدار اعلیٰ تک وہابی علماء کی پہنچ و گرفت ہونے کی وجہ سے وہ جو چاہتے تھے حکومت ہند وہی کرتی تھی۔ انہی حالات سے تبرد آزما ہونے کے لیے ۲۷/۲۸/۲۹/اپریل ۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ کو آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ نے صوبہ گجرات کا ایک عوامی اجلاس کچھ ضلع بھج (گجرات) میں منعقد کیا، جس میں ملک کی تمام جماعتوں و تنظیموں کو مدعو کیا گیا تھا، دوسو علمائے کرام و مشائخ عظام نے شرکت فرمائی، پچاس ہزار سے زائد عوام اہل سنت جمع ہوئی۔ اس کانفرنس میں تمام قراردادوں میں یہ قرارداد اہم پاس ہوئی کہ:

> ”ریزولیشن کے ذریعہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ آنے والے ۱۹۶۲ء کے جنرل الیکشن کے لئے کسی پارٹی یا امیدوار کو ووٹ دینے کا وعدہ نہ کریں، بلکہ ہر ایک کو یہ صاف جواب دیدیں کہ وہ اپنی مرکزی جماعت کے حکم کے مطابق ووٹ دیں گے، جن پارٹیوں کو ہمارا ووٹ حاصل کرنا ہے، اس کے ذمہ داران ہماری مرکزی شخصیات سے بات چیت کریں۔“

جماعت رضائے مصطفےٰ کی صوبائی کانفرنس میں قومی و ملی مسائل پر چند اور اہم سیاسی و سماجی فیصلے لیے گئے، جس میں خاص طور پر ”مہا

گجرات'' کی تشکیل ،مسئلہ کشمیر کا پرامن حل، چین کی جارحانہ کاروائی کی مذمت، گجراتی زبان کی طرح اردو زبان کو دوسری حکومتی زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ، درگاہ خواجہ صاحب کمیٹی حکومت ہند میں سنی حنفی چشتی افراد کو رکھنے پر زور، اور دوسرے ملکی و مسلم مسائل پر ریزولیشن پاس کر کے حکومت ہند کے ذمہ داران تک پہنچایا گیا۔

اس تاریخی کانفرنس کی روداد ناصر میاں رضوی کے ذہن میں آج تک نقش ہے ، انہوں نے بتایا کہ حضور مفتی اعظم نے صدارت فرمائی تھی۔ شرکاء میں محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی، مولانا نور اللہ شاہ حسنی حیدر آبادی، برہان ملت مفتی برہان الحق رضوی جبل پوری، ڈاکٹر عبد المطلب پیرزادہ ،سید العلماء مولانا آل مصطفٰی برکاتی مارہروی، علامہ مشتاق احمد نظامی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن اوڑیسوی، مولانا علی محمد دھوراجی، مفتی محبوب علی خاں لکھنوی، مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی، مولانا اسرار الحق کوٹوی وغیرہ نے خصوصیت سے شرکت فرمائی۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے ماہنامہ نوری کرن بریلی، بابت جون ۱۹۶۲ء/ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ، ص ۴۵)

تاسیس سنی جمیعۃ العلماء:

ناصر میاں رضوی کا بیان ہے کہ اگست ۱۹۵۷ء/۱۳۷۷ھ کو مالیگاؤں ضلع ناسک (مہاراشٹر) میں ایک خصوصی میٹنگ کا اہتمام ہوا، جس میں جمیعۃ علماء ہند کی سیاسی بالادستی، مفاد سنیت کے خلاف ہو رہے حکومتی فیصلے، مسلم پرنسپل لا اور اوقاف و حج کے معاملات کو لیکر علماء اہل سنت بے حد فکر مند تھے۔ جمیعۃ العلماء ہند کی توڑ اور اس طرز پر ایک نئے پلیٹ فارم کی تلاش کے

Scanned with OKEN Scanner

ساتھ منصوبہ بندی کی گئی، بیدار مغز علماء اور قائدین ملت نے اس کا حل اسی شہر مالیگاؤں میں نکالا، جس کو ''آل انڈیا سنی ،جمیعۃ العلماء'' کا نام دیا گیا اور جماعت اہل سنت میں ایک نئی جماعت، نئی تنظیم کا وجود مسعود ہوا۔ متفقہ طور پر سید العلماء مولانا سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی کو صدر اور حضور مفتی اعظم کو سرپرست منتخب کیا گیا۔ ان دونوں حضرات نے ملک وملت کے نامور علماء و مشائخ اور دانشوروں پر مشتمل ''سنی جمیعۃ العلماء'' کا تنظیمی ڈھانچہ اور لائحہ عمل تیار کر کے اخبارات واجلاس کے ذریعہ اعلان عام کیا۔ اہل سنت و جماعت کے درمیان ایک انقلاب پیدا ہو گیا تھا، ہر جگہ ہر جلسہ میں خطباء ومقررین جماعت کے اندر نئی روح پھونک کر انقلاب آفریں پیغام دے رہے تھے۔

مالیگاؤں سے واپسی پر بڑی مسجد مدن پورہ بمبئی میں دفتر قائم کیا گیا اور سب سے پہلا اجلاس قیصر باغ ڈونگری بمبئی میں منعقد ہوا، اس میں ہر سامع اجلاس پر دس روپیہ کا ٹکٹ اس حیثیت سے مقرر کر دیا تھا کہ سنی جمیعۃ العلماء کا ایک اچھا فنڈ جمع ہو جائے۔ جھنڈا کیسا ہو؟ نعرہ کیا ہو؟ رنگ کیسا ہو؟ ان تمام چھوٹی چھوٹی اور بنیادی امور پر غور وفکر کر کے ''یارسول اللہ'' کا نعرہ اور سبز رنگ کا لہراتا ہوا جھنڈا پسند کیا جس کی سبھی ارکان نے منظوری دیدی۔ اس قیصر باغ ڈونگری کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر محترم حضرت سید العلماء نے اپنے اس شعر سے نعرہ کا پیغام دیا کہ!

کسی کی جے وجے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہم کو
ہمیں کافی ہے سیدا اپنا نعرہ یارسول اللہ

ابھی چار سال کا مختصر عرصہ گزرا تھا کہ سنی جمیۃ العلماء اختلاف کا شکار ہوگئی، ارکان وعہدیداران کو ایک دوسرے سے گلے وشکوے ہونے لگے اور آپسی نزاعی معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ ایک طرف ملک کے مختلف حصوں میں شاخیں قائم ہو رہی تھیں تو دوسری طرف مرکزی آفس میں سرد مہری اور جمود نظر آ رہا تھا، ہر شخص اپنے امور کی انجام دہی میں جان بوجھکر کوتاہی برت رہا تھا، ایسی انتشاری کیفیت حضور مفتئ اعظم سے دیکھی نہ گئی، حضرت بمبئی تشریف لے گئے، حاجی خلیل احمد رضوی کے دولت کدے پر قیام کے دوران سنی جمیۃ العلماء کی ہنگامی میٹنگ طلب فرمائی۔ سید العلماء کے حجرے میں بمبئی کے ذمہ داران واہل ثروت حضرات کو حضرت نے طلب فرمایا، جس میں سید العلماء کے علاوہ حاجی اسماعیل جانی، حاجی عبدالخالق حشمتی، حاجی محمد مستان، حاجی ابوبکر ریشم والا عاصم اشرفی، نور محمد سیٹھ، طیب سیٹھ، سالم باوزیر عبدالرشید عرب وغیرہ شامل تھے۔

حضور مفتئ اعظم نے یکے بعد دیگرے سبھی کے بیانات سماعت کرنا شروع کئے، زیادہ تر لوگ صدر محترم سے شاکی تھے، انتظامی امور اور توسیعی ڈھانچہ کو لیکر شکایتیں تھیں۔ یہ تمام ارکان صدر محترم کی صدارت سے مطمئن نہیں تھے، یہ چاہتے تھے کہ کسی دوسرے کو صدر منتخب کر دیا جائے مگر حضرت اس بات پر تیار نہ ہوئے۔ مکمل گفتگو سماعت کے بعد حضرت کھڑے ہوئے اور سید العلماء کو پکڑ کر فرمایا کہ "میں ان تمام گستاخوں کی طرف سے معافی مانگتا ہوں"۔ بس اتنا کہنا تھا کہ میٹنگ پر سکتہ طاری ہوگیا، ہر ایک نے ہر ایک سے گلے شکوے دور کیے پھر روز اول کی طرح سنی جمیۃ العلماء میں دوبارہ

جان پھونک دی گئی۔ سید العلماء کے انتقال تک کسی نے بھی کوئی اختلاف نہ کیا، ان کی زیر قیادت سر گرمیاں چلتی رہیں۔ اللہ اللہ کیا شان تھی مفتی اعظم کی، قربان جائیے ان اسلاف واخلاف پر جنھوں نے کشتی ملت کو ڈوبنے سے بچالیا۔

سنی جمعیۃ العلماء کے آغاز سے لیکر انجام تک ناصر میاں رضوی نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، اگر ان واقعات وحالات کو صفحۂ قرطاس پر لکھا جائے تو باضابطہ طور پر جماعت کی ایک بہترین تاریخ مرتب ہوسکتی ہے۔ آپ کے ذہن ودماغ میں پورے ملک کی سر گرمیاں محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی صاحب علم ودانش کو توفیق دے کہ اس طرف متوجہ ہو۔

حج وزیارت:

ناصر میاں رضوی نوری بریلوی بقصد حج وزیارت ۶/دسمبر ۲۰۰۶ء/۱۴۲۷ھ/کو بریلی سے بمبئی کے لیے روانہ ہوئے، جنوری ماہ ۲۰۰۷ء/۱۴۲۸ھ میں حج اکبر ادا کیا، اور زیارت روضۂ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرفیاب ہوئے، آپ قیام مدینہ منورہ کے دوران اکثر قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین رضوی مدنی علیہ الرحمہ کے دولت کدے پر حاضر ہوتے، اور عرب وعجم کے علماء ومشائخ سے ملاقاتیں کرتے، لوگوں کو جب معلوم ہوتا کہ آپ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے خادم خاص ہیں تو ازحد تعظیم وتوقیر کرتے۔

ایک زبردست خواب، نوری میاں کو ذمہ داری:

امسال تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے یوم پیدائش

Scanned with OKEN Scanner

۲۱/۲۲/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۵ء کو آستانہ رضویہ اور اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں منعقد ہونے والا جشن ولادت کا مولانا الحاج محمد سعید نوری بانی و جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی نے خصوصیت سے اہتمام کیا تھا۔ سوا سو سالہ تقریب کی نسبت سے سوا سو کوئنٹل وزن کا لڈو بنوا کر تقسیم کیا گیا تھا، ناصر میاں نوری کا بیان ہے کہ ۲۱/ذی الحجہ والی شب میں مولانا الحاج محمد سعید نوری کے فرزند اصغر عزیزم محمد احمد رضا عرف نوری میاں سلمہ (ولایت یکم ستمبر ۲۰۰۱ء/۲۲/۱۴۲۲ھ) نے زبردست والہانہ انداز میں نعت خوانی کی اور حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی لکھی ہوئی نعتیں اور منقبتیں پڑھیں۔ سامعین خوب لطف اندوز ہوئے، حال یہ تھا کہ شہر کے حاضرین نے ہزاروں روپیہ بطور نذرانہ نوری میاں کو پیش کیا اور خادم آستانہ جناب رئیس میاں رضوی پھول والوں نے بذات خود دو ہزار کی نذر پیش کی۔ مگر یہ سب روپیہ نوری میاں کے والد ماجد نے میلاد خواں حضرات کو اپنی طرف سے نذر پیش کر دی، ایک روپیہ بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔

انہی ایام میں جموں و کشمیر میں سیلاب آچکا تھا، وہاں کے لوگوں کی حالت ابتر ہو چکی تھی، چاروں طرف آہ و بکا کا عالم تھا، مولانا محمد سعید نوری نے امدادی رسد کا انتظام کیا اور ۲۳/ذی الحجہ کو بریلی کے حاجی اقرار نوری، جناب تسلیم رضا نوری حاجی شاہد نوری، شرجیل رضا اور عزیزم مصطفےٰ رضا عرف امن میاں (ولادت ۲۸/ رجون ۱۹۹۶ء/۱۷/۱۴۱۷ھ) کے ہمراہ کشمیر روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں راقم السطور کو بھی جانا تھا مگر مصروفیت کی وجہ سے نہیں جاسکا۔ ناصر میاں نے اسی شب کو خواب دیکھا کہ محلہ سوداگران پہنچا ہوں اور

جیسے ہی میری نظر مفتی اعظم حضرت کے دولت خانہ پر پڑی تو دیکھتا ہوں کہ حضرت دولت خانہ سے باہر ایک بچے کو گود میں لیے ہوئے کھڑے ہیں، میں قریب میں پہنچتے ہی سلام عرض کیا، فرمایا ناصر میاں آگئے۔آپ اندر چلیں۔حضرت کے ہاتھ میں جو بچہ تھا وہ نوری میاں سلمہ تھے، حضرت نوری میاں کو لیکر اندرون خانہ پہنچے، میں بھی بالکل پیچھے پیچھے ہی تھا، باہر دار العلوم منظر اسلام کے طلبہ اپنے درسی لباس میں کھڑے ہیں، اندر دیکھتا ہوں کہ حضرت کے دولت خانہ کے آنگن میں ایک اسٹیج سجا ہوا ہے اور تمام عورتیں برقع پہنے ہوئے بیٹھیں ہیں۔یہ برقع بالکل طرز قدیم کا برقع ہے۔نوری میاں عربی کرتا پہنے اور عمامہ باندھے ہوئے ہیں۔حضرت نے نوری میاں کو اس سجے ہوئے اسٹیج پر بیٹھا دیا۔پھر حضرت نے جاتے ہوئے مجمع سے فرمایا کہ میں ابھی آرہا ہوں، اس درمیان ایک عورت کھڑی ہوکر کچھ کہتی ہے۔مگر اس کی آواز مردانہ معلوم ہوئی، حضرت نے فرمایا کہ ابھی آرہا ہوں۔حضرت اپنے اندرون مکان دالان میں تشریف لیجاتے ہیں، اور اندر سے محو گفتگو ہوتے ہیں، آواز کی باہر سماعت تو ہورہی ہے مگر سمجھ میں کچھ نہیں آرہا ہے کہ کیا گفتگو ہو رہی ہے۔اسی درمیان دو عورتیں مزید کچھ کہنے کے لیے کھڑی ہوتی ہیں۔بس اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ وقت دیکھا تو شب کے تین بجکر ۱۵ منٹ ہورہے تھے۔

حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہ کے دست اقدس گود میں نوری میاں کا ہونا پھر حضرت نے خود نوری میاں کو اسٹیج پر بٹھایا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے کوئی تقریب منعقد تھی، اس خواب سے ظاہر ہوا کہ حضرت اپنے مریدین

سے بے پناہ خوش ہیں، اور خاص طور پر مولانا محمد سعید نوری اور ان کی اولاد سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ اور مستقبل کی طرف اشارہ ہے کہ اس ننھے بچے سے بہترین علمی و دینی خدمات لینا مقصود ہے۔ اس بچے کے ذریعہ حضور مفتی اعظم کا پیغام اور ان کا مشن مزید عام و تام ہوگا۔

یہ بچہ نیک وصالح ہوگا:

ناصر میاں کا بیان ہے کہ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ بمبئی میں الحاج محمد شفیع رضوی کے یہاں قیام پزیر تھے۔ اسی درمیان محمد شفیع رضوی کے یہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی (۲۷ نومبر ۱۹۵۹ء/۱۳۷۹ھ) بچے کے جد امجد جناب عبدالشکور رضوی نے چند دن کے بچے کو حضرت کی گود میں دیتے ہوئے کہا کہ حضور یہ محمد شفیع کا بچہ ہے، ابھی چند روز قبل پیدائش ہوئی ہے مرید فرمالیں۔ اور دم فرما کر کوئی نام رکھ دیں۔ حضرت نے گود میں لیکر بہت دیر تک دعائیہ کلمات پڑھتے رہے دم فرمایا۔ پھر سر پر دست شفقت رکھا۔ فرمایا کہ ''والد کا نام محمد شفیع ہے، تو اس کا نام محمد سعید رکھتا ہوں۔ اور انشاء اللہ یہ بچہ نیک اور صالح اور اسم بامسمّٰی ہوگا'' جناب محمد شفیع رضوی کی تمام لڑکیوں کے نام بھی حضرت کے فیض ترجمان سے رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت کے خطوط کے مطالعہ سے بخوبی محمد شفیع رضوی کے خاندان سے بے پناہ محبت جھلکتی ہے۔

الحمد للہ حضرت کے کلمات آج مکمل طور پر مولانا الحاج محمد سعید نوری کے اندر جھلکتے ہیں۔ جیسا فرمایا بالکل اسی نقش قدم پر چل رہے ہیں، دینی و اشاعتی کام کے علاوہ فلاحی ورفاہی، اور قومی وملی خدمات انجام دینے میں ہمہ وقت مصروف کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ دارین کی نعمتوں سے نوازے اور بیش از بیش حضور مفتی اعظم کا فیضان جاری وساری رکھے۔ آمین ثم آمین۔

Scanned with OKEN Scanner

خدمت کا نذرانہ:

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی خدمت کا نذرانہ تو ناصر میاں نے جنت میں رفاقت مانگ کر لے لیا ہے۔مگر مریدین مفتی اعظم نے ۴۰ سالہ دور خدمت کو خراج عقیدت کے طور پر ۱ مسال ۱۴؍محرم الحرام ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۵ء کو عرس نوری کے حسین موقع پر آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ میں رضا اکیڈمی کے بانی و جنرل سکریٹری مولانا الحاج محمد سعید نوری واحباب بمبئ نے ۲۵ ہزار روپیہ اور ایک توصیفی ایوارڈ دیکر پیش کیا۔ اس موقع پر حضرت مولانا منان رضا خاں منانی میاں، علامہ توصیف رضا قادری بریلوی، مولانا حسان رضا خاں، مولانا رضوان رضا خاں، جناب محمد معظم رضا، صوفی الحاج محمد عیسی رضوی، حاجی عبد الغفار رضوی عرف بابو بھائی۔ جناب محمد سیف رضا قادری، مولانا محمد عاقل رضوی پرنسپل منظر اسلام، الحاج اقرار نوری صدر رضا اکیڈمی بریلی، مولانا محمد حنیف خاں رضوی، اور راقم السطور وغیرہ موجود تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت ناصر میاں کو شفاء عاجلہ کاملہ عطا فرما تا کہ تا دیر تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ کی کرامتیں و یادگاریں سینے میں سمیٹے رہ کر جماعت اہل سنت و وابستگان سلسلۂ عالیہ رضویہ کے لئے روح افزاء بخش ہوں۔ (آمین ثم آمین)

جناب محمد رئیس میاں نوری

محبّ مکرم جناب محمد رئیس میاں نوری بن حاجی عبدالرحیم رضوی بن چھدن رضوی ساکن محلّہ ربڑی ٹولہ پرانا شہر بریلی کی پیدائش ۲۲/دسمبر ۱۹۴۶ء/۱۳۶۶ھ کو ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر کے قریب مسجد میں قائم مکتب اور محلّہ صوفی ٹولہ بریلی کے نگرنگم اسکول میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضور مفتی اعظم سے داخل سلسلہ تھے اور جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے مرید تھے۔ گھر میں ہر طرف فیضان رضا کے چرچے کی وجہ سے بچپن میں ہی مناجات ''یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے'' اور سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' یاد ہو گیا تھا۔

رئیس میاں اپنے والد ماجد کے ساتھ ایام طفلی سے ہی بارگاہ رضا میں حاضر باش ہونے لگے تھے ۱۹۵۷ء/۱۳۷۷ھ کو آپ حضور مفتی اعظم کے دست حق پرست پر داخل سلسلہ ہوئے، پھر ہر روز حاضری کی تپش تڑپانے لگی اور بڑے ہو کر بلا ناغہ مرشد کی خدمت گزاری میں مصروف ہو گئے۔

۱۹۷۵ء/۱۳۹۵ھ کی بات ہے کہ الحاج عبدالرشید باوزیر عرب ماہم بمبئی حضرت سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے، اور حضرت کو ۲۵/ہزار روپیہ کا نذرانہ پیش کیا، حضرت نے فرمایا کہ میں اتنے پیسے لیکر کیا کرونگا، ایک دو روپیہ نذرانہ کافی ہے۔ پھر روپے حضرت نے واپس فرما دیئے۔ دوسرے روز حاجی عبدالرشید عرب رضوی نے نذرانہ دینے کی ایک دوسری ترکیب اختیار کی، وہ اس میں بھی فیل ہو گئے۔ بعدہ چھوبی صاحبہ علیہما الرحمہ کی خدمت

میں نذرانہ بھیجا، انہوں نے بھی واپس کر دیا۔ رئیس میاں نوری اس پورے واقعہ کا عینی مشاہدہ کرتے تھے۔ حضرت نے عبد الرشید رضوی کو توشہ شریف کرنے کا حکم دیا کہ اپنے حاجات اور ضروری امور کی انجام دہی کے لیے بارگاہ غوثیت میں توشۂ شریف پیش کر کے استغاثہ کیجئے۔ اب مسئلہ یہ در پیش ہوا کہ توشہ شریف بنائیگا کون؟ حضرت نے رئیس میاں کی طرف اشارہ فرما کر توشہ شریف بنانے کا حکم دیا۔ اور توشہ کبیر و توشہ صغیر کیسے بنیگا اس کی تعلیم بھی رئیس میاں کو دی ہے اور پورا طریقہ بھی لکھوا کر ماہر بنا دیا۔ پھر کیا تھا کہ جب بھی کسی کو توشہ شریف کرانا ہوتا تھا وہ رئیس میاں کی خدمات حاصل کرتا تھا، کیونکہ جنکی تربیت و تعلیم حضور مفتی اعظم نے دی ہو اس کی شان ہی نرالی ہے۔ یہ روایت آج بھی آستانۂ عالیہ رضویہ قائم ہے۔ آپ بڑے اہتمام کے ساتھ تمام پابندیوں و تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر اس خدمت کو بے لوث و بلا معاوضہ انجام دیتے ہیں۔

رئیس میاں کا پہلا نکاح محترمہ یسین فاطمہ کے ساتھ ۱۹۵۵ء میں ہوا، ۱۹۶۴ء میں انتقال ہو جانے کی وجہ سے دوسرا نکاح ۱۹۸۵ء میں محترمہ نعیم فاطمہ سے ہوا جن سے چھ اولاد ہوئیں (۱) فیضان رضا (متوفی ۲۰۰۹ء) فاطمہ انجم نوری (زوجہ طارق نوری کچھا) (۳) زیبا نوری (۴) صدام رضا (۵) عدنان رضا (۶) حنا نوری

آپ آج بھی آستانہ رضویہ کے صدر دروازے پر روزانہ حاضر باش رہتے ہیں، روزانہ کے گزر بسر کے لیے پھول کا کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رئیس میاں کو صحت و سلامتی کے ساتھ درازے عمر عطا فرمائے آمین۔

جناب بابو بھائی رضوی

جناب بابو بھائی رضوی شہر سے متصل گاؤں ملک نودیا ضلع بریلی کے رہنے والے تھے۔صرف قرآن شریف اور معمولی سی اردو کی تعلیم تھی۔۲۰،۲۲ سال کی عمر میں شادی ہوئی اور پوری عمر حضور مفتی اعظم کی خدمت میں گزاری، ہمہ وقت حاضر باش رہتے، حضرت کے آخری سات سال ایام علالت میں بالکل سائے کی طرح رہے۔اندرون خانہ کے سامان خردونوش اور مہمان خانہ کے امور کی انجام دہی آپ کے ذمہ تھی۔حضرت کے بعد وصال بھی آستانہ عالیہ رضویہ پر حاضر رہتے اور مجاروی وجاروب کشی میں مصروف رہتے، کبھی کسی سے کچھ طلب کرتے راقم نے نہیں دیکھا، نماز پنجگانہ وتہجد کے پابند تھے، حضرت نے آپ کو اوراد و وظائف کی اجازت عطا فرمائی تھی، تعویز نویسی بھی کیا کرتے تھے بعد نماز اوراد و وظائف میں کثرت مشغول رہتے تھے۔آپ کو دیکھنے سے سلف و خلف کے خدام کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، بہت خاموش طبعیت کے انسان تھے۔

بابو بھائی رضوی کا عقد مسنون مولانا صوفی محمد یونس رضوی مظفر پوری (خلیفہ حضور مفتی اعظم) کی مریدہ محترمہ تقدیر اُبی سے ہوا، برو راج تھانہ ہتھوڑی ضلع مظفر پور (بہار) کی رہنے والی تھیں۔آپ سے عنایت رضا مرحوم (متوفی مئی ۲۰۱۵ء) اور ایک لڑکی نور فاطمہ (زوجہ شبو) پیدا ہوئے۔شدید بیماری میں ۲۰۱۵ء/۱۴۳۶ھ رکولڑ کے کا انتقال ہوگیا۔

بابو بھائی کا انتقال یکم شوال ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء کو ہوا، مولانا جمیل احمد رضوی منیجر مکتبہ رحمانیہ سوداگران بریلی اور مولانا ابرار الحق رحمانی آفس انچارج منظر اسلام نے قبر میں اتارا، اور گاؤں کے ہی قبرستان میں دفن ہوئے۔

محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ

ملک نودیا ضلع بریلی شریف کی رہنے والی محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ عرف کنیز بوا جناب بابو بھائی رضوی کی رشتہ دار تھیں، وہی حضور مفتی اعظم کے دولت کدے پر لیکر آئے، حضرت کی اہلیہ محترمہ چھوٹی بی صاحبہ کو ایک خادمہ کی ضرورت تھی، اس ضرورت کو کنیز بوا نے بحسن وخوبی پورا کیا، بچپنے سے لیکر تا حیات خدمت میں لگی رہی، حضرت چھوٹی بی صاحبہ کے انتقال ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء تک حضور مفتی اعظم کے دولت کدے پر قیام پزیر رہ کر خدمت میں مصروف رہیں، بعدہ آپ حضرت تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کے دولت کدے پر آگئی تھیں۔ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک یہیں رہیں۔ پنج وقتہ نماز اور اوراد و وظائف کی نہایت ہی پابندی تھیں، بہت بلند حوصلے والی خانون تھیں، وقت باوقت مہمانوں کی خدمت خندہ پیشانی کے ساتھ کرتی تھیں۔ حضرت تاج الشریعہ کی اہلیہ محترمہ یعنی ہماری حضرت پرانی اماں صاحبہ مدظلہا کو کبھی اور خانہ داری میں دقت آنے نہیں دی۔

کنیز فاطمہ کا عقد محمد حسین ساکن ملک نودیا بریلی سے ہوا، جن سے یہ اولاد پیدا ہوئیں۔ (۱) اقبال حسین (۲) افضال حسین (مفقود الخبر) (۳) عابد حسین (۴) تفسیر زوجہ محو خاں موضع نسوئی بشارت گنج (۵) عزیزہ زوجہ ولی احمد خاں محلّہ جچیا پور پرانا شہر۔

آپ کا انتقال پر ملال ۹ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۰۹ء کو ہوا، گاؤں کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کی قبر پر رحمت ونور کی برکھا برسائے آمین۔

محمد ولی عرف کلڑ میاں

جناب محمد ولی عرف کلڑ میاں بن ننھے میاں ملوکپور نالہ بریلی کے ساکن اور رکشہ چلانے کا پیشہ تھا۔آستانۂ عالیہ رضویہ سے متصل محلہ کے رہنے والے ہونے کی وجہ سے صبح وشام کے ایام یہیں گزرتے تھے،حضور مفتی اعظم قدس سرہ کو شہر کی تقریبات ومحافل میں اکثر لیجایا کرتے تھے،آپ خاندانی اعتبار سے بہت غریب وکمزور تھے،اس لئے حضور مفتی اعظم اکثر آپ کی رکشہ پسند فرماتے کیونکہ حضور مفتی اعظم غریب پرور اور غریبوں کے غمخوار تھے۔حضرت سے ہی داخل سلسلہ تھے۔

کلڑ میاں کا معمول تھا کہ فجر کی اذان سے قبل محلہ سوداگران آجاتے،نماز کے لیے صدائیں بلند کرتے،آستانہ شریف کے دروازے کھولتے،اور دن بھر در رضا پر حاضر رہ کر لوگوں کو اپنے مخصوص جملوں سے محفوظ کرتے۔ان کے چند مخصوص جملے تھے،جن میں یہ جملے میں کبھی بھی نہیں بھلا لکھتا ہوں جو بلند آواز سے اکثر کہا کرتے تھے۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں ☆ اعلیٰ حضرت کا فیضان جاری رہے۔
رحمت کی بارش ہوتی رہی ☆ رحمت کا دریا بہتا رہے ☆ میاں کی دعائیں
مبارک رہیں سرکار کا کرم ہو جائے۔۔وغیرہ وغیرہ

آپ کی چار اولاد ہوئیں،ایک لڑکا اور تین لڑکیاں موجود ہیں۔(۱)پروین زوجہ تحسیب محلہ جیاپور (۲) ریشمہ زوجہ شکیل میاں باقر گنج (۳) عائشہ بی زوجہ قاسم محلہ برہم پورہ (۴) مہتاب میاں

آپ کا انتقال اچانک ۱۱/شعبان ۱۴۲۶ھ/۱۶/ دسمبر ۲۰۰۵ء کو ہوا۔ جانشین حضور مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ حافظ و قاری محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے آستانہ شریف پر نماز جنازہ پڑھائی، اور عادت ومعمول کے خلاف بعد نماز جنازہ بہت دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی، عیدگاہ باقر گنج بریلی سے متصل دفن کئے گئے۔

راقم السطور کا عینی مشاہدہ ہے کہ حضرت تاج الشریعہ اپنے دولت کدے سے رضا مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے نکلتے اگر راستہ میں کلڑمیاں مل جاتے تو حضرت آپ سے مذکورہ جملے سماعت فرماتے اور مسکراتے رہتے۔ پھر بند مٹھی کر کے کچھ پیسہ عنایت فرماتے۔ اللہ اللہ قربان جائے ان اکابرین کی غربا پروری پر۔

حاجی کلو رضوی بریلوی

حاجی کلو رضوی سے مشہور اور اصلی نام حمایت اللہ، محلّہ ملوکپور مسجد تمبا کو والی سے متصل آپ کا دولت خانہ ہے۔ آپ کے والد امانت اللہ خاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مرید تھے، آپ کا آبائی پیشہ تمبا کو بنانا تھا۔ آپ کے خاندان میں آج بھی تمبا کو کا کاروبار ہوتا ہے۔ مگر آپ نے کوئی کام نہیں کیا، زمین و جائیداد کافی تھی، بڑی سیر چشمی سے گزر بسر کرتے تھے۔ سن شعور سے حضور مفتی اعظم کے مرید ہوئے اور وہیں خدمت میں لگ گئے جو اپنی زندگی بھر انجام دیتے رہے۔ آپ کے ذمہ مہمانوں کے کھانے کا انتظام، خاندان رضویہ کے بچوں و بچیوں کی شادی بیاہ کا انتظام، عرس شریف میں لنگر کا انتظام اور مدرسہ مظہر اسلام کے دار الاقامہ کا انتظام سپرد تھا، غلہ و اناج وغیرہ کہاں سے آئیگا اور کتنا خرچہ ہوگا یہ سب آپ کے ذمہ تھا۔ حضور مفتی اعظم آپ پر مکمل اعتماد کیا کرتے تھے۔ حضرت کے ہمراہ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء میں حج و زیارت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کا عقد محترمہ حبیب جان بیگم عرف بلو سے ہوا جو نہایت ہی صوم وصلوۃ کی پابند تھیں، سال کے دو چار دن چھوڑ کر سالہا سال روزے رکھتی تھیں، آپ سے سات اولاد ہوئیں (۱) محمد یسین رضوی (۲) محمد یامین مرحوم (۳) محمد عثمان رضوی (۴) دلارے میاں (۵) زرینہ بیگم (۶) رضیہ بی (۷) شہناز بی۔

جناب حمایت اللہ عرف حاجی کلو رضوی آخر عمر میں کئی سال صاحب فراش رہے، حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ درجنوں بار حاجی صاحب کی عیادت کے لئے جانا ہوا۔ ۲؍ ربیع الاول شریف ۲۰۰۶ء کو انتقال ہوا۔

حاجی محبوب رضوی بریلوی

حاجی محبوب رضوی بن حمید یار خاں محلّہ ملوکپور لال مسجد بریلی کے رہنے والے تھے، غریب خاندان سے تعلق ہونے کی وجہ سے بالکل تعلیم حاصل نہیں کر سکے، سن شعور سے رکشہ مزدوری کے ذریعہ اپنا گزر بسر کرنا شروع کیا، ۲۵ سال کی عمر میں حضور مفتی اعظم سے مرید ہوئے اور پہلی بار اپنی رکشہ پر حضرت کو بٹھا کر استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کے دولت کدے محلّہ کانکرٹولہ پرانہ شہر لے گئے۔

والد ماجد حمید یار خاں کی پانچ اولاد ہوئیں۔(۱) محمود یار خاں (۲) حاجی محبوب رضوی (۳) شمشاد بیگم (۴) صابری بیگم (۵) قادری بیگم سبھی کا انتقال ہو چکا ہے۔ حاجی صاحب کے نواسوں میں نبی جان خاں اکیلے وارث ہیں، آپ نے شادی نہیں کی اور مجرد زندگی گزاری۔

حاجی محبوب رضوی دو مرتبہ حج و زیارت سے شرفیاب ہوئے، پہلی بار حضور مفتی اعظم کے ہمراہ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۱ء/ میں حج ادا کیا، اور دوسری بار جانشین حضور مفتی اعظم حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ ۱۹۸۶ء/ میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسی سال حضرت تاج الشریعہ کو سعودی حکومت نے ۳۱/اگست ۱۸۸۶ء/ کو شب میں تین بجے اچانک گرفتار کر لیا تھا۔ دوسرے دن حاجی محبوب رضوی کو بھی گرفتار کر کے جیل بھیج دیا، آپ اور حضرت تاج الشریعہ گیارہ دن مکہ شریف کی جیل میں قید رہ کر سعودی ظلم و جبر کے شکار ہوئے۔ پھر

عالم اسلام کے زبردست احتجاجی دباؤ کی وجہ سے مجبور ہو کر سعودی حکومت نے رہا کیا۔ اور معافی چاہیں۔

(تفصیلات کے لیے دیکھیے راقم کی تصنیف حیات تاج الشریعہ مطبوعہ اسلامک ریسرچ سنٹر بریلی ۲۰۱۳ء)

حاجی صاحب کی خدمت رکشہ تا حیات رہی، ایک بار رکشہ سے کہیں حضرت کو لیکر جا رہے تھے، کسی بات پر حضرت بہت خوش ہوئے اور اپنی صدری مبارک آپ کو عطا فرما دی جس کو وہ اکثر تقریبات کے موقع پر پہنا کرتے تھے، میں نے بھی ان کو پہنے ہوئے اکثر دیکھا ہے۔ ۱۹۹۰ء سے 1995ء تک آستانہ عالیہ رضویہ میں مجاوری کی بھی خدمت انجام دی، ہٹا دیئے جانے کے بعد محلّہ سوداگران میں تبرکات اور پھولوں کا ٹھیلہ بھی لگایا۔

اخر عمر میں احمد نگر (مہاراشٹر) چلے گئے تھے، سالہا سال وہیں رہے، کبھی کبھی آجایا کرتے تھے۔ ۱۵ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ کو ۷۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

حافظ محمد جان شمسی چشتی بریلوی

درباری میلاد خواں

شہر کے تاجر برادری سے تعلق رکھنے والے حافظ محمد جان شمسی چشتی ناصری محلّہ زکاتی اسٹریٹ بریلی میں پیدا ہوئے۔آپ کا خاندان بزرگان دین وسلف صالحین کا گرویدہ تھا، مذہبی تعلیم وتربیت مدرسہ مصباح التہذیب مداری دروازہ اور دار العلوم منظر اسلام سے حاصل کی، حفظ و قرأت کی تکمیل پر سند سے نوازے گئے، پنجابیان اسکول سے ہندی وانگریزی کی تعلیم حاصل کی۔

آپ کے والد ماجد نے بچپن ہی ہیں شہر کے مشہور صوفی بزرگ حضرت مولانا ناصر الدین احمد ناصر میاں چشتی بریلوی سے داخل سلسلہ کرا دیا تھا۔سن شعور کو پہنچے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے طالب سلسلہ قادریہ ہوئے۔آپ کو شعروشاعری اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت شوق تھا۔مشہور شاعر ومیلاد خواں مولانا جمیل الرحمٰن رضوی بریلوی کے ہمراہ امام احمد رضا بریلوی نے آپ کو عرس شاہ آل رسولی میں میلاد شریف پڑھنے کے لئے مارہرہ مقدسہ بھیجا۔پھر آپ مستقل طور پر مارہرہ شریف کی ہر ایک تقریب میں میلاد شریف پڑھنے کے لیے بریلی سے بلائے جانے لگے۔امام احمد رضا بریلوی کے دولت کدے پر بارہ ربیع الاول شریف میں ہونے والی محفل میلاد آپ ہی پڑھا کرتے تھے، گویا کہ آپ دربار رضا کے درباری میلاد خواں تھے۔

حافظ محمد جان شمسی بریلوی نے ۴۵ رسال نو محلّہ مسجد بریلی میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے۔ آخر عمر میں جب امامت کے لائق نہیں رہے تو محلّہ سوداگران کی مسجد رضا اور مسجد جانی کتب خانہ میں مستقل طور پر نماز جمعہ میں میلاد شریف پڑھتے اور کسی سے کچھ بھی نذرانہ نہیں لیتے بلکہ خود شیرینی لاتے بعدہ تقسیم کرتے۔ آپ کی یہ ادا اور سرکار دو عالم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت امام احمد رضا بریلوی کو بہت پسند آتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کی خدمت گزاری کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ کی خوش نصیبی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی خدمت کے بعد شہزادگان میں حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم کی خدمت کرنے کا بہترین موقع ملا۔

انگریزی دور اقتدار میں ضلع جیل، سینٹرل جیل، بچہ جیل اور دوسرے شعبہ جات و شمسی برادری میں تبلیغ دین اسلام وسنیت کا کام خوب کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے مشن کی ترویج واشاعت گلی گلی کیا کرتے تھے۔ رمضان شریف کے مہینہ میں آپ سحری کے لیے اس طرح اواز لگا کر "اٹھ جاگ مسافر بھور بھئے" جگایا کرتے تھے۔

آپ کی شادی محترمہ عائشہ بیگم سے ہوئی، جن سے آٹھ اولاد تولد ہوئیں (۱) محمد عثمان شمسی (۲) محمد احسان شمسی (۳) محمد عرفان شمسی (۴) محمد ذیشان شمسی (۵) خیر النساء بیگم (۶) شمس النساء بیگم (۷) قمر النساء بیگم (۸) فخر النساء بیگم۔ ان میں کچھ سید العلماء مولانا سید آل مصطفیٰ مارہروی سے داخل سلسلہ ہیں اور کچھ حضور مفتی اعظم سے مرید ہیں۔ محترمہ قمر النساء کے صاحبزادے ڈاکٹر قیصر کامل شمسی روزنامہ راشٹریہ سہارا لکھنؤ کے نمائندہ اور شہر کے دانشوروں میں شمار ہوتے ہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

مکتوبات بنام ناصر میاں

Scanned with OKEN Scanner

خطوط حضور مفتی اعظم اور برہان ملت

کسی بھی شخصیت کو سمجھنے کے لیے اس کے نجی حالات و زندگی سمجھنا ضروری ہوتا ہے، خطوط انہی چیزوں کی نشانہ ہی کرتے ہیں۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے ذیل میں وہ چند خطوط بطور تبرک و آثار کے پیش ہیں، جس سے قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت حاجی ناصر میاں سے کس قدر الفت و مؤدت فرماتے تھے جگہ جگہ حضرت نے دعائیہ کلمات تحریر فرما کر عزت افزائی اور خورد نوازی کی بہترین مثال قائم فرمائی ہے۔ ذیل میں برہان ملت مفتی برہان الحق رضوی جبل پوری خلیفہ و تلمیذ امام احمد رضا بریلوی کے بھی خطوط کے عکس ہدیۂ ناظرین ہیں۔ ان متبرک و مقدس مکتوبات کی ایک ایک سطر سونے کے حروف سے لکھنے کے لائق ہے۔

ناصر میاں کہتے ہیں کہ حضرت کے اور دیگر علماء کے خطوط بے شمار تھے مگر چند ہی محفوظ رہ سکے باقی کہیں سامان میں خورد برد ہو گئے، کچھ ضائع ہو گئے۔ اور کچھ لوگ لے گئے تو انہوں نے واپس نہیں کیے۔ مگر آپ کے پاس ابھی حضرت کے بے پناہ تبرکات محفوظ ہیں، حضرت کے دست مقدس سے لکھے ہوئے تعویذات و وظائف بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ راقم کو ''نوادرات'' جمع کرنے کا شوق ہے، اس لیے ناصر میاں نے بہت کچھ قلمی چیزیں عنایت فرمائی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی مناسب موقع پر منظر عام پر لائی جائیں گی۔

اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر مطبوعہ تصنیفات و رسائل مبارکہ جو ہنوز طبع نہیں ہو سکے کی طلال ہے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ کہیں یہ گرانقدر علمی سرمایہ جو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو عطا فرمایا ہے دست برد زمانہ کا شکار ہو کر دین و سنیت کے فروغ و بقا کے لئے ایک مرحلہ اس طرح پڑے پڑے ضائع نہ ہو جائے کہ اگر میری یہ خواہش ہمیشہ رہی کہ وہ کتب طبع ہو کر منظر عام پر آجائے میں اس کو ضروری محسوس ہوا لیکن میری مصروفیات نے مجھے اتنی مہلت نہ دی کہ میں اس خدمت کو انجام دیتا۔ اور نہ کسی کے سپرد اس وجہ سے کر سکا کہ اس تمام چیز زیر نگرانی رکھنا تھا اور بیجا از خود کسی پر یہ بار ڈالنا بھی پسند نہ تھا الحمدللہ اب یہ جانکر انتہائی خوشی ہے کہ میرے فرزند عزیز اس دینی خدمت کا بار عظیم اٹھانے کے لئے کمربستہ ہیں۔ اور مزید مسرت یہ ہوئی کہ اختر میاں سلمہ و تحسین میاں سلمہ اس کام کے لئے نیز تمام تر خدمات انجام دینے کو تیار ہیں۔ واقعی اس کام کے لئے ایسے ہی ذی علم حضرات کی اشد ضرورت تھی وہ خلش تھا سلسلہ پوری ہو گئی لہٰذا ہم اس کی تکمیل کے لئے اپنے چند احباب کی ایک کمیٹی مقرر کرتا ہوں اور اس کا نام ادارہ اشاعت تصنیفات رضا رکھتا ہوں۔ امید ہے کہ بحمدہ تعالیٰ یہ ادارہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب خانہ و علیہ وغیرہ تصانیف کو اپنی تحویل میں لیکر جلد از جلد اشاعت کا کام شروع کر دیگا۔

میری جانب سے اس ادارہ کو جملہ اشاعت کے جمیع اختیارات اور جملہ حقوق حاصل رہیں گے اور کسی فرد کو کسی قسم کی مداخلت کا حق حاصل نہ ہوگا۔ میں ادارہ اشاعت تصنیفات رضا بریلی کے عہدیداران و ممبران حسب ذیل نامزد کرتا ہوں

۱۔ جناب مولٰنا تحسین رضا خاں صاحب	صدر	محلہ کانکر ٹولہ بریلی
۲۔ جناب مولٰنا ریحان رضا خاں رحمانی میاں	نائب صدر	محلہ سوداگران بریلی
۳۔ جناب ماسٹر شبیر احمد خاں صاحب	نائب صدر	بہاری پور سول لائن بریلی
۴۔ جناب مولٰنا اختر رضا خاں ازہری سلمہ	ناظم اعلیٰ (جنرل سکریٹری)	محلہ خواجہ قطب بریلی
۵۔ جناب محمد ناصر میاں سلمہ	نائب ناظم اعلیٰ	محلہ ملوکپور بریلی
۶۔ جناب مولٰنا حبیب رضا خاں صاحب	خازن	محلہ کانکر ٹولہ بریلی
۷۔ جناب مولٰنا سید محمد عارف صاحب نانپاروی	نگران	مدرس دارالعلوم منظر اسلام سوداگران بریلی
۸۔ جناب افروز میاں سلمہ	محاسب	محلہ سوداگران بریلی
۹۔ جناب صوفی اقبال احمد صاحب	ناظم نشر و اشاعت	بازار صندل خاں بریلی
۱۰۔ جناب ڈاکٹر نعمان علی صاحب	نائب ناظم نشر و اشاعت	بیسلپور
۱۱۔ جناب ڈاکٹر محمد منیر احمد صاحب ہاشمی	ممبر معاون	محلہ گڑھیا بریلی
۱۲۔ جناب مولٰنا منان رضا خاں سلمہ	ممبر	محلہ خواجہ قطب بریلی
۱۳۔ جناب محسن میاں صاحب کمال والے	ممبر	شہامت گنج بریلی
۱۴۔ جناب شفیق احمد خاں صاحب	ممبر	بہاری پور سول لائن بریلی
۱۵۔ جناب حاجی ابرار احمد صاحب قادری	ممبر	محلہ سوداگران بریلی
۱۶۔ جناب ابجد میاں صاحب ہبلی بھیت	ممبر	ہبلی بھیت
۱۷۔ جناب محمود صاحب (زری مینت)	ممبر	محلہ ذخیرہ بریلی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مولانا [illegible]

[illegible]

[illegible]

گارڈ سید صاحب رسول صاحب نے اس نوٹ کی اصل کاپی اپنے ریکارڈ میں رکھی اور اسکی نقل کر کے سرکار مفتی اعظم قبلہ سے دستخط کرا کر مجھے بھی روانہ کی ہے مخلص محمد ناصر رضوی

تار کا پتہ: مفتی اعظم ہند بریلی

۷۸۶
۹۲

شاہزادہ اعلیٰ حضرت (العلامہ) مصطفےٰ رضا خاں

مفتی اعظم ہند مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

تاریخ .... ۱۳۸ ھ

مکرمی .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناصر میاں سلمہ

پرسوں یکشنبہ درمیانہ [illegible] کو آپ کا خط ملا خیریت [illegible] ہے۔ میری صحت درست نہیں ہے

دعا صحت و عافیت کیجئے۔ [illegible] جس [illegible] اور [illegible] ضروری [illegible]

[illegible] عظیم الشان دار العلوم [illegible] کے سلسلے میں [illegible]

[illegible] جو ۵ لاکھ [illegible] کو شائع کیا تھا [illegible] کے [illegible]

[illegible] مدرسہ کا نام [illegible]

[illegible] دعا کرتا ہوں [illegible]

اس [illegible] اور آپ کا اور میری [illegible] زیادہ [illegible] دعا [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] ہے [illegible]

میں وہ جس کا [illegible] اور [illegible]

اور [illegible] کاغذ [illegible] اور اسماء حسنیٰ وغیرہ [illegible]

شائع [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ایسے ماحول میں [illegible]

کی [illegible] ہے [illegible] اعلیٰحضرت کا نام ہے جسکی

[illegible] میں [illegible] اعلیٰحضرت کا نام لیتا [illegible] ہے مگر [illegible]

الحمد لله رب العٰلمین الملک العلام والصلوٰة والسلام علی خاتم الانبیاء العظام سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ
الرسول الکریم وعلی آلہ الاعظم وسائر حزبہ الکرام الی یوم القیام اما بعد فقد استجازنی
الاخ الاعز المولوی محمد عبد السلام اللاهوری الرضوی بالسلسلة
والنسبة وبعض الاعمال فاجزتہا حسب المرام وبعض اجزتہ
بما اجازنی سیدی الشیخ کافیة الصوفیة وعلیہ الاعمال
واوصیہ باتباع السنن
والاوراد والاعمال والاذکار والاشغال
وحمایة السنة واھلھا ونکایة البدعة وزمرھا وامانة الفتن
وارجو منہ ان لا ینسانی من دعواتہ فی خلواتہ وجلواتہ

جوناگڈھ — حضور مفتی اعظم ہند

۶۸۶/۹۲

برادران اہلسنت ومتوسلین سلسلہ رضویہ کو سلام مسنون وآداب

طالب خیر بخیر ہے ۔ دیگر امر ضروری ایں کہ عزیز گرامی
جناب محمد ناصر میاں صاحب نوری مصطفوی ہر سال رضوی دار العلوم مظہر اسلام
کے لیے ملنے آتے ہیں اسبار بھی آرہے ہیں مدرسہ مذکورہ کے ناظم اعلیٰ
کا ارادہ مدرسہ میں شعبہ حفظ وقراءت کھولنے کا ہے جو میری عین خواہش ہے
لہٰذا یہ چند سطور الکسان تعاون کے لیے تحریر ہوئیں دعا ہے کہ مولا کریم حضور مفتی
اعظم ہند کی یادگار قائم رہے اور بام عروج کو پہنچے والسلام

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۱۸ رمضان ۱۴۰۱ھ

حضور تاج الشریعہ

شاہزادۂ اعلیٰ حضرت (العلامہ) مصطفیٰ رضا خاں

مفتیٔ اعظم ہند مدظلہ

سجادہ نشین آستانۂ عالیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

تاریخ .... ۱۳۸ ھ

مکرمی .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۴۸۶/۹۲

سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم مدظلہم النورانی

بعد سلام مسنون و دعا معروض ہے

یہاں بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ حضور بھی بخیریت ہوں گے

یہ خادم اتوار اور پیر کی درمیانی شب میں شدید بخار میں مبتلا ہوا ایک رات اور ایک دن حالت بہت خراب رہی اب بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوں آج دوشنبہ کو پہلی بار یہاں پہنچا ہوں۔

آج یہاں آکر ناصر میاں کے دو خط دیکھے۔ امور مستفسرہ کے جوابات اسی عریضہ میں لکھ رہا ہوں۔ مرغ کی گردن میں باندھنے والا تعویذ جس کتاب سے نقل کرنا تھا وہ کتاب نہیں مل رہی ہے۔ خالد میاں کہتے ہیں کہ شبستان رضا میں ایک تعویذ ہے اگر اجازت ہو تو وہ بھیج دیا جائے۔

ناصر میاں سے خالد میاں نے جس بچے سورہ کیلئے کہا تھا اس کا نام بحر فیض ہے خالد میاں کہتے ہیں کہ مرکب ہونے کیلئے اصل کمپنی کی اصل کیمی Camy یا تم کی گھڑی خرید فرمائیں تاریخ بتانے والی نہ ہو۔ قیمت یہاں حاضر کر دی جائیگی ۔ سفرا نقل ہو۔

دو ایک سو ستمبرے رسالے ستمبرے ختم ہو گئے ہیں۔ ناصر میاں سے اور حسن میاں سے سلام مسنون فرما دیجئے۔ والسلام خادم

حبیب الرضا رضوی غفرلہٗ

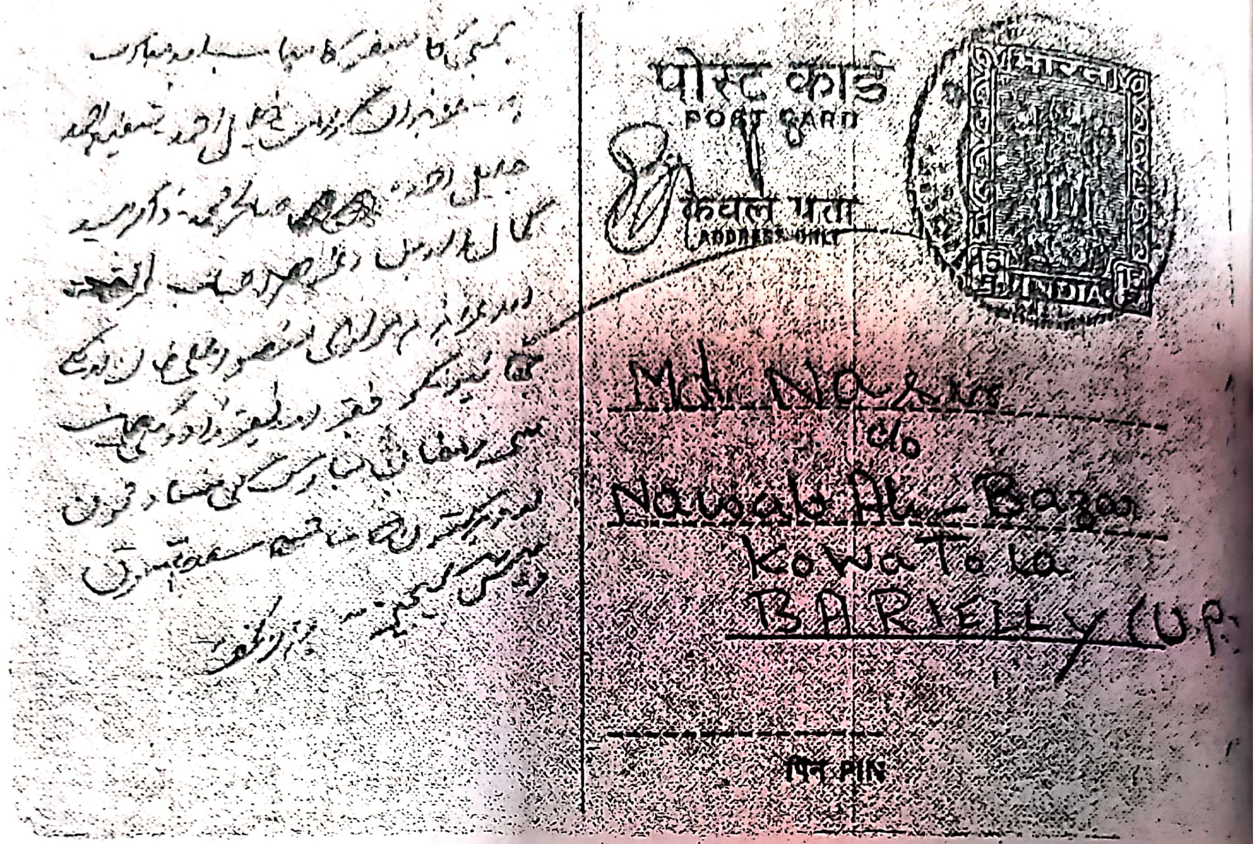
पोस्ट कार्ड
POST CARD
केवल पता
ADDRESS ONLY
भारत
INDIA
Md. Nasir
c/o
Nawab Ali - Bazar
Kowa Tola
BAREILLY (U.P.)
पिन PIN

पोस्ट कार्ड
POST CARD
केवल पता
ADDRESS ONLY
भारत
INDIA
M. NASIR
c/o Nawab ali
Bazar Kowa Tola
Bareilly (U.P.)
पिन PIN

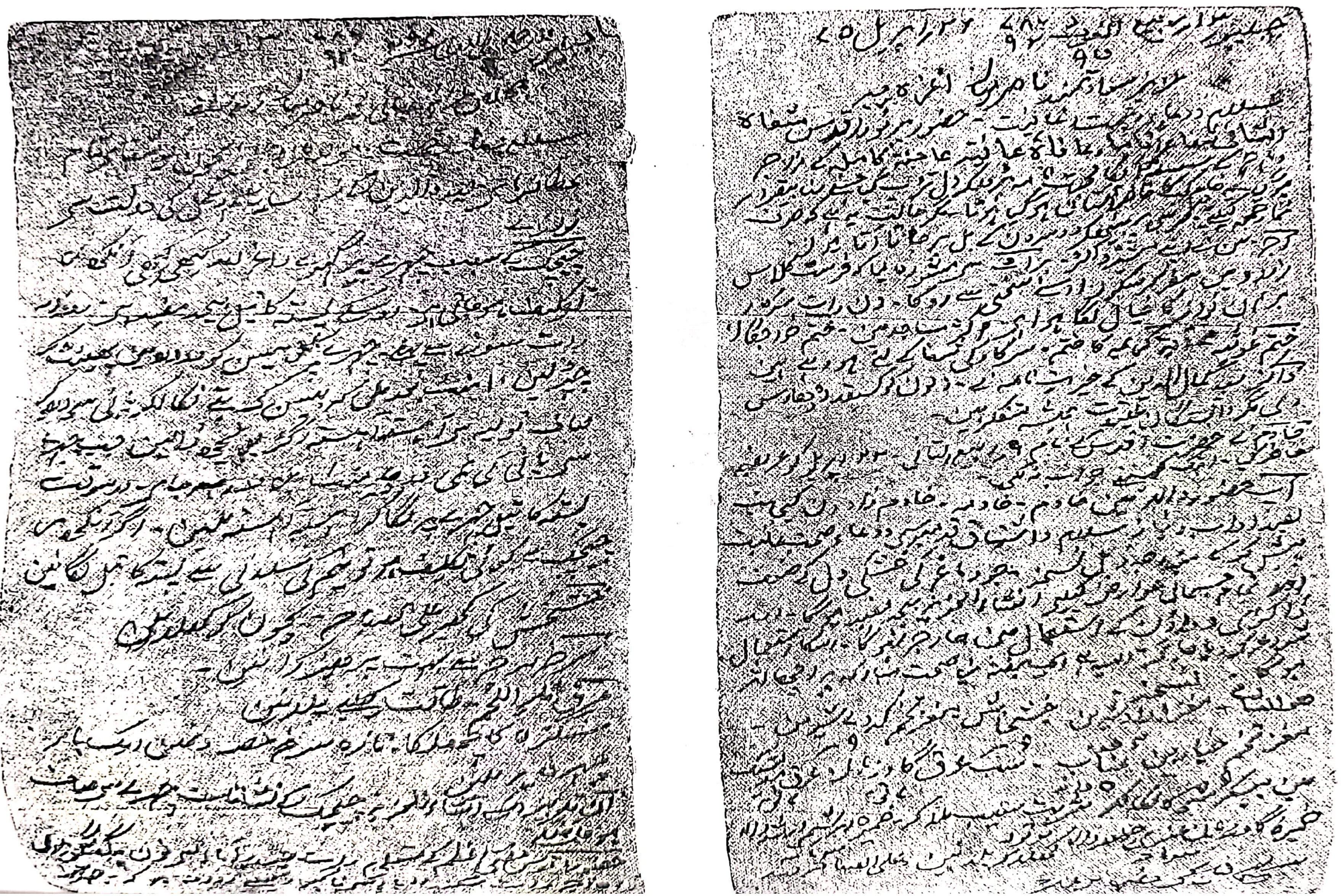

۷۸۶

۹۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Scanned with OKEN Scanner

4059

۴۸۶/۹۲

تار کا پتہ مفتی اعظم ہند بریلی

شاہزادہ اعلیٰ حضرت العلامہ مصطفیٰ رضا خاں

مفتی اعظم ہند مدظلہ

سجادہ نشین آستانۂ عالیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

تاریخ ..... بتاریخ ۲۶ ربیع الاول ..... سنہ ۱۳۹۲ھ

برادران اہل سنت اخوان طریقت ذریۂ رضوی حضرات — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ بخیر ہے۔ مولیٰ عز وجل آپ سب کو دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب فرمائے مذہب مہذب اہل سنت پر ہمیشہ آپ سب کو قائم و دائم رکھے آمین۔ یہ خوشخبری آپ سب کو مبارک ہو کہ الحمد للہ منظر اسلام رضوی دار العلوم [illegible] کے لئے وسیع شہر میں [illegible] عمارت حسن [illegible] اور [illegible] طلباء [illegible] ہیں — اور [illegible] بھی [illegible] موجود [illegible] ہے — [illegible]

[illegible] جو [illegible] آپ [illegible] ہیں — [illegible] اللہ [illegible]

[illegible] منظر اسلام [illegible] ہیں — [illegible]

اور [illegible] منظر اسلام [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] — [illegible] سلسلہ میں [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہیں — [illegible] ہیں —

[illegible] اس [illegible] ہیں —

[illegible] — آپ [illegible] منظر اسلام [illegible]

[illegible] — [illegible] ہیں — اس سال [illegible]

[illegible] اصحاب [illegible]

[illegible] اور [illegible] اللہ [illegible]

[illegible] والسلام مع الاکرام فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ

۷۸۶

عزیزم سلمہ ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible] ۔ میں [illegible] تھا [illegible]

[illegible]

تندرست [illegible] ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فروغ اہل سنت کے لئے امام اہل سنت کا دس نکاتی پروگرام

- عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
- طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔
- مدرسین کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں۔
- طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے۔ معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔
- ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔
- حمایت مذہب و رد بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دیکر تصنیف کرائے جائیں۔
- تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
- شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
- جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
- آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاوی رضویہ: جلد۱۲، ص۱۳۳)

RAZA ACADEMY
52, Dontad Street, Khadak, Mumbai-9, Ph.: 022-66342156, 66659236

Scanned with OKEN Scanner